5

اسلامیات

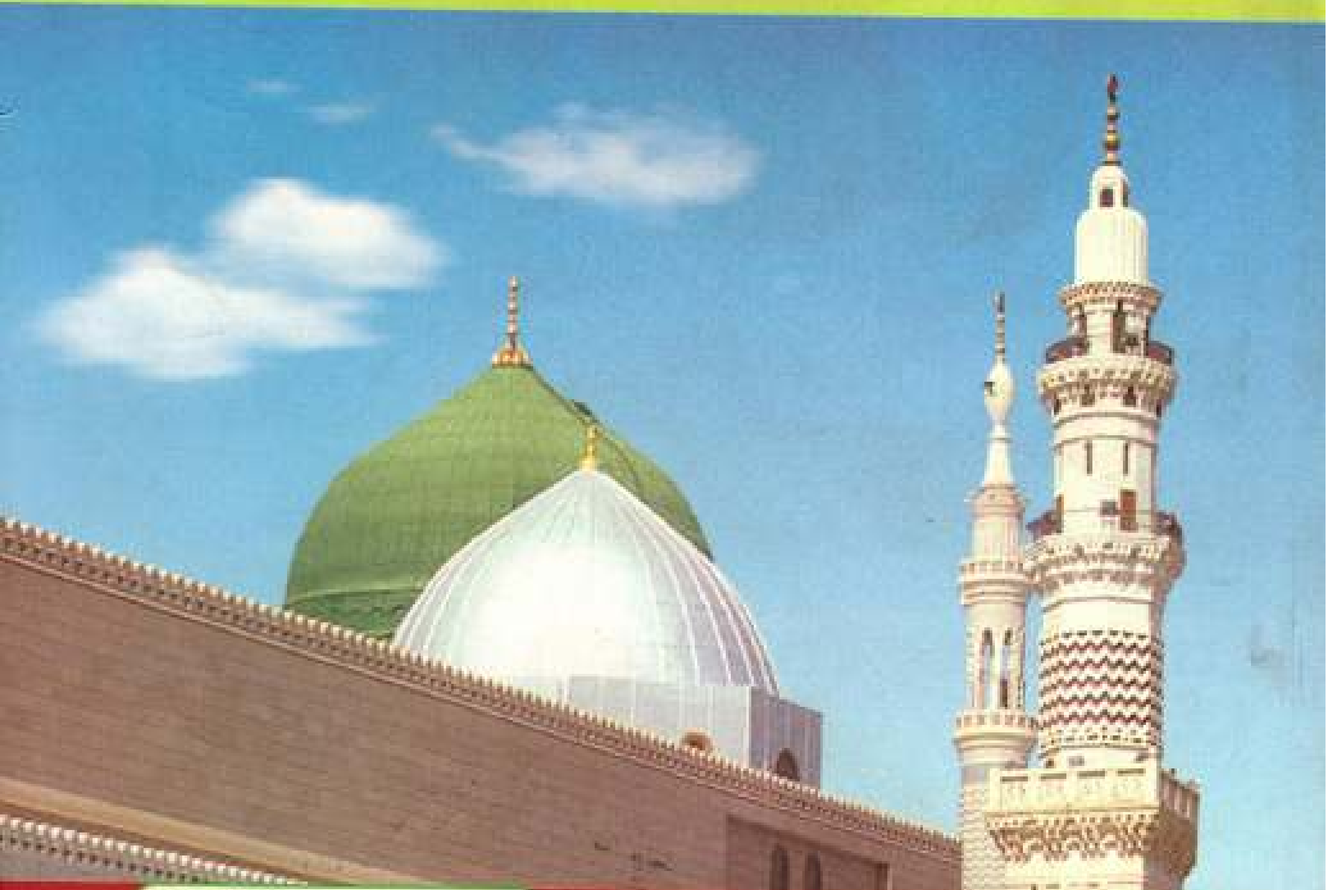

یہ کتاب حکومتِ پنجاب کی طرف سے تعلیمی سال
2016-17ء کے لیے پنجاب کے سرکاری سکولوں
میں تقسیم کی گئی پیکیج میں شامل ہے۔

ناشر:

وَیسٹ پاکستان ٹیکسٹ بُک ڈپو (رجسٹرڈ)

14- اُردو بازار لاہور فون: 042-37312368-37358947 فیکس: 37210412

Email: hamdard.kutab@gmail.com, visit us: www.hamdardkutubkhana.com.pk

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اسلامیات

5

ناشر:

ویسٹ پاکستان ٹیکسٹ بک ڈپو (رجسٹرڈ)

14- اردو بازار لاہور فون: 37358947-37312368-042 فیکس: 37210412

Email: hamdard.kutub@gmail.com, visit us: www.hamdardkutubkhana.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

منظور کردہ: پنجاب کری کولم اتھارٹی، (شعبہ نصاب سازی) لاہور، پاکستان۔ بمطابق قومی نصاب ۲۰۰۶ء اور نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ میٹریلز پالیسی ۲۰۰۷ء

مراسلہ نمبر: PCA/13/262 مورخہ: 14-01-2013۔ اس کتاب کا کوئی حصہ ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جا سکتا۔

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
باب اول: القرآن الکریم	3
(الف) ناظرہ قرآن مجید: (پارہ نمبر 4 تا 6)	3
(ب) حفظ قرآن مجید: (آیۃ الکرسی، سورۃ الفلق، سورۃ الناس)	4
(ج) حفظ و ترجمہ	5
باب دوم: ایمانیات اور عبادات	7
(الف) دنیا آخرت کی کھیتی ہے	7
(ب) اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی اہمیت	11
(ج) سنتِ نبوی کی اہمیت	15
(د) جمعہ و عیدین: تعارف اور معاشرتی اہمیت	19
(ہ) روزے کا تعارف اور اہمیت	24
باب سوم: سیرت طیبہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے غزوہ خندق تک)	27
1- مواخات	27
2- مسجد نبوی کی تعمیر	31
3- میثاق مدینہ	35
4- غزوہ بدر	38
5- غزوۂ اُحد	42
6- غزوۂ خندق	47
باب چہارم: اخلاق و آداب	51
1- وعدے کی پابندی	51
2- عفو و درگزر اور بردباری	56
3- رواداری	61
4- رحم دلی	64
5- کفایت شعاری	67
6- اسلامی اخوت	70
7- آداب تلاوت	75
باب پنجم: ہدایت کے سرچشمے / مشاہیر اسلام	78
(الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام	78
(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	82
(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	86
فرہنگ	90

مصنفین: حافظ محمد یونس (ایم۔اے اسلامیات، ایم ایڈ)، غلام مصطفیٰ (ایم۔اے اسلامیات، بی ایڈ)

ایڈیٹر: حافظ ذکاء اللہ خان : لیکچرر شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

آرٹ ایڈیٹر: کاشف حسین گوہر

[illegible]: اعجاز لیاقت : AK آرٹ سیکشن، اردو بازار، لاہور۔

نظرثانی کمیٹی کے ممبران:

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل	:	انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد
پروفیسر حافظ ثناءاللہ	:	سابق صدر شعبہ اسلامیات و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک	:	شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
محمد ادریس اسد	:	ایجوکیشن آفیسر، کری کولم اینڈ ٹیکسٹ بک ونگ، CADD، اسلام آباد
پروفیسر روشن علی	:	صدر شعبہ اسلامیات، اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائز F-10/3، اسلام آباد
رانا عبدالرؤف	:	گورنمنٹ ہائی سکول (جوہر میموریل)، جوہر آباد ضلع خوشاب
محمد اویس سرور	:	لیکچرر شعبہ عربی، گورنمنٹ دیال سنگھ کالج، لاہور
محترمہ یاسمین کوثر	:	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، بھوگیوال روڈ، وائیڈ روڈ، لاہور
عامر ریاض	:	ایڈیشنل ڈائریکٹر شعبہ نصاب، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، ڈیسک آفیسر، پنجاب کری کولم اتھارٹی، لاہور
ڈاکٹر حافظ ذوالفقار علی	:	ریسرچ ایسوسی ایٹ، اسلامیات و عربی، شعبہ نصاب، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ناشر: ویسٹ پاکستان ٹیکسٹ بک ڈپو (رجسٹرڈ) 14- اردو بازار، لاہور۔

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد اشاعت	قیمت
مارچ 2016ء	اوّل	دوم	90,000	49.00

باب اول

القرآن الکریم

تعارف:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے، جس کو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قلبِ انور پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ قرآن مجید کے ہر حرف کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس نیکیاں عطا کرتا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت کو افضل ترین عبادت کہا گیا ہے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کے آداب کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا جانا چاہیے۔ اس باب میں ناظرہ قرآنِ مجید کے تین پاروں کو پڑھایا جائے گا۔ چند سورتیں حفظ کروائی جائیں گی۔ اس کے علاوہ تشہد میں پڑھے جانے والے کلمات اور درود شریف اور با ترجمہ دعائیں بھی دی گئی ہیں۔

اس باب میں دیے گئے مواد کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ قرآن مجید کو نماز اور روزمرہ زندگی میں صحیح تلفظ اور درست انداز کے ساتھ پڑھ سکیں، نیز طلبہ میں قرآن فہمی کا جذبہ بھی ابھارنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(الف) ناظرہ قرآن مجید:

پارہ نمبر 4 تا 6 (تین پارے)

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ، وَالۡمُحۡصَنٰتُ ، لَا يُحِبُّ اللّٰهُ

وضاحت

طلبہ کو قرآن مجید کا یہ حصہ باقاعدہ ناظرہ کے انداز میں پڑھایا جائے۔ ناظرہ اور حفظ والے حصے کا دورانِ سال امتحان لیا جائے اور سالانہ امتحان کے موقع پر زبانی امتحان لیا جائے اور اس میں حاصل کردہ نمبر فہرست نتیجہ میں درج کیے جائیں۔ اسلامیات کے کل سو نمبروں میں سے ناظرہ کے لیے چالیس نمبر مقرر کیے گئے ہیں اور اسلامیات میں کامیاب ہونے کے لیے ناظرہ قرآن مجید میں کامیابی لازمی ہے۔

آيَةُ الْكُرْسِيّ ۔ سُوْرَةُ الْفَلَق ۔ سُوْرَةُ النَّاس

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آيَةُ الْكُرْسِيّ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ
وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ
وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

سُوْرَةُ الْفَلَق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾
وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

سُوْرَةُ النَّاس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ
الْوَسْوَاسِ ۬ۙ الْخَنَّاسِ ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ﴿۵﴾
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝٣ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝٤ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝٧

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، بہت مہربان، رحم کرنے والا ہے۔ بدلہ کے دن کا مالک ہے، ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت دے، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ ان کا جن پر غضب کیا گیا، اور نہ ان کا جو گمراہ ہوئے۔

اَلتَّحِيَّاتُ

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ: تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

درودِ ابراہیمی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

ترجمہ:

اے اللہ! حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی آل پر رحمت نازل فرما' جس طرح تو نے رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ بے شک تو تعریف کے لائق، بڑی بزرگی والا ہے۔

اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی آل پر' جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر۔ بے شک تو تعریف کے لائق' بڑی بزرگی والا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

(سورۃ البقرہ، 2:201)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دے دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾

(سورۃ ابراہیم، 14:40,41)

ترجمہ:

اے پروردگار! مجھے نماز کا پابند بنادے اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے ہمارے پروردگار میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو بخش دے اس روز جب کہ (اعمال) کا حساب ہونے لگے۔

باب دوم

ایمانیات اور عبادات

تعارف:

ایمان اُن نظریات کو ماننا ہے جو کسی بھی عمل کے پیچھے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اعمال اور افعال کی بنیاد ایمان پر قائم ہے۔ جس قدر ایمان پختہ ہوگا، عمل بھی اسی قدر مضبوط اور مستحکم ہوگا۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ، فرشتوں، رسولوں، آسمانی کتابوں، تقدیر اور آخرت پر ایمان رکھنا نہایت ضروری ہے۔

شریعت اسلامیہ میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ارکانِ اسلام کو صحیح شکل میں ادا کرنا اور ہر کام جو خلوصِ نیت اور سنتِ نبوی کے مطابق کیا جائے، وہ عبادت میں شامل ہے۔

اس باب میں جو عنوانات دیے گئے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کے ذہنوں میں فکرِ آخرت کا تصور پیدا کیا جائے نیز وہ اطاعتِ رسول، سنت نبوی، جمعہ و عیدین اور روزے کی اہمیت سے بھی آگاہ ہو سکیں۔

(الف) دنیا آخرت کی کھیتی ہے

یہ دنیا ہمیشہ نہیں رہے گی، بلکہ ایک دن ختم ہو جائے گی۔ ہم اپنی آنکھوں سے انسانوں کو مرتے اور قبروں میں دفن ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، بالکل اسی طرح دنیا، انسان اور دوسری مخلوق ایک دن فنا ہو جائے گی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکیں گے، جس سے یہ دنیا اور تمام مخلوق ختم ہو جائے گی۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑیں گے۔ اس روز سورج، چاند اور ستارے سب بے نور ہو جائیں گے۔

آخرت کی زندگی اور نامۂ اعمال:

قیامت کے روز تمام انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دیں گے۔ انسان جو کچھ اس دنیا میں کر رہا ہے، وہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جا رہا ہے۔ انسان کے اعمال کو لکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو معزز فرشتے مقرر کیے ہوئے ہیں جنھیں ''کراماً کاتبین'' کہا جاتا ہے۔ یہ فرشتے انسان کی نیکیاں اور برائیاں اعمال نامے میں درج کرتے رہتے ہیں۔ قیامت کے دن جب انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو ان کے ہاتھوں میں اپنے اعمال نامے بھی ہوں گے۔ انسان کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ ترازو کے ایک پلڑے میں نیکیاں اور دوسرے پلڑے میں برائیاں رکھی جائیں گی۔ جس انسان کی نیکیوں کا وزن زیادہ ہوگا وہ کامیاب ہو جائے گا اور اسے جنت

میں داخل کیا جائے گا، جہاں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں۔ جس انسان کی برائیوں کا وزن زیادہ ہوگا اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، جو انتہائی تکلیف دہ جگہ ہے۔

دنیا کی زندگی اور آخرت کی تیاری:

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کی تیاری کے لیے بنائی ہے۔ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور آخرت کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہے۔ آخرت کی کامیابی کا انحصار دنیا میں کیے گئے اعمال پر ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

"اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ"۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

دنیا کی مثال ایک کھیتی کی سی ہے۔ کھیتی میں کسان جو بیج بوتا ہے وہی فصل کاٹتا ہے۔ اگر کسان کھیتی پر محنت کرے گا، وقت پر ہل چلائے گا، بیج بوئے گا، پانی دے گا اور فصل کی حفاظت کرے گا، تو فصل کی شکل میں اسے اپنی محنت کا پھل ملے گا۔ اگر کسان اپنی کھیتی کی دیکھ بھال میں سستی اور لاپروائی برتے، نہ وقت پر ہل چلائے، نہ بیج بوئے، نہ وقت پر پانی دے، نہ حفاظت کرے، تو اسے کھیتی سے کوئی فصل حاصل نہیں ہوگی۔ جس شخص نے دنیا میں نیک کام کیے وہ آخرت میں کامیاب ہوگا اور جس نے بُرے کام کیے اسے سزا ملے گی۔ گویا دنیا کی زندگی آخرت کی تیاری کے لیے ہے۔

ہمیں دنیا کی زندگی کی اہمیت سے آگاہ ہونا چاہیے۔ دنیا کی زندگی آخرت کی تیاری کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ دنیا کی زندگی میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں۔ اپنے وقت کو اچھے اچھے کاموں میں صَرف کریں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اس طرح ہم آخرت کی سعادت اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے سے کیا ہوگا؟

ب۔ ''کراماً کاتبین'' کیا کام کرتے ہیں؟

ج۔ دنیاوی زندگی کا کیا مقصد ہے؟

د۔ قیامت کے روز اعمال ناموں کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟

ہ۔ ہمیں دنیاوی زندگی کس طرح بسر کرنی چاہیے؟

2 درست جواب پر ''✓'' کا نشان لگائیں۔

ا۔ قیامت کے روز کن لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا؟

ا۔ کافروں کو ب۔ مسلمانوں کو ج۔ منافقوں کو د۔ مشرکوں کو

ب۔ قیامت کے روز کون صور پھونکے گا؟

ا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ب۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام

ج۔ حضرت میکائیل علیہ السلام د۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام

ج۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کس لیے بنائی ہے؟

ا۔ آخرت کی تیاری کے لیے ب۔ عیش و عشرت کے لیے

ج۔ کھیل کود کے لیے د۔ محنت و مشقت کے لیے

د۔ انسان کے اعمال لکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتنے فرشتے مقرر کیے ہیں؟

ا۔ دو ب۔ تین ج۔ چار د۔ پانچ

ہ۔ حدیث میں دنیا کی مثال کس چیز سے دی گئی ہے؟

ا۔ کارخانے سے ب۔ کھیتی سے ج۔ بازار سے د۔ مجلس سے

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام .... کے حکم سے صور پھونکیں گے۔

ب۔ معزز فرشتے انسان کی نیکیاں اور برائیاں .... میں درج کرتے ہیں۔

ج۔ ان اعمال ناموں میں موجود .... کا وزن کیا جائے گا۔

د۔ دنیا .... کی کھیتی ہے۔

ہ۔ قیامت کے روز تمام انسان .... کے حکم سے دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

4 درست جملوں کے سامنے (✓) اور غلط کے سامنے (✗) کا نشان لگائیں۔

ا۔ قیامت کے دن پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑیں گے۔

ب۔ آخرت کے روز حضرت میکائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکیں گے۔

ج۔ دوزخ انتہائی تکلیف دہ جگہ ہے۔

د۔ دنیا کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہے۔

ہ۔ جس نے دنیا میں نیک کام کیے اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

درست	غلط

سرگرمی برائے طلبہ

- دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے طلبہ ایک پیراگراف تحریر کر کے بلند آواز سے جماعت کے سامنے پڑھیں۔
- طلبہ ایک دوسرے کو اس موضوع پر مختلف احادیث اور واقعات استاد صاحب کی نگرانی میں سنائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ میں فکرِ آخرت پیدا کرنے کے لیے بزرگانِ دین کے اقوال زریں اس انداز سے سنائیں کہ عقیدۂ آخرت کی فکر شروع سے ہی ان کی زندگی کا حصہ بن جائے۔

(ب) اطاعتِ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم اور اس کی اہمیت

اطاعت عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب اتباع اور فرماں برداری کے ہیں۔ جس طرح ایک اللہ پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی طرح رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی رسالت پر یقین رکھنا اور آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے احکام کی اطاعت کرنا بھی فرض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ممکن ہی نہیں جب تک رسول کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت نہ کی جائے۔

اطاعتِ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اہمیت:

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی ادائیگی کے لیے قرآن مجید میں واضح طریقہ نہیں بتایا گیا۔ ان عبادات کو ادا کرنے کا طریقہ حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے بتایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے لیے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت ضروری ہے۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بغیر نہ تو قرآن مجید کے احکام سمجھے جاسکتے ہیں اور نہ ہی ان پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی اطاعت کے ساتھ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ (سورۃ النساء، 4:59)

ترجمہ: مومنو! اللہ اور اس کے رسولؐ کی فرمانبرداری کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کا ذریعہ بھی آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت کو قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۔
(سورۃ آل عمران، 3:31)

ترجمہ: (اے پیغمبرؐ لوگوں سے) کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔

ہمارے لیے رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی اطاعت اس لیے بھی ضروری ہے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

نے جو کچھ بھی بتایا ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بتایا ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلوں کے مطابق عمل کرنا ایمان کی بنیادی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کیے ہوئے فیصلوں کے مطابق عمل نہ کرے۔ جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اتباع و اطاعت نہیں کرے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، لہٰذا ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت بھی کرے۔

کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب، 21:33)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ (کی زندگی) میں عمدہ نمونہ ہے۔

اطاعتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام معاملات میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرتے تھے۔ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کرنے کو اپنی خوش بختی سمجھتے تھے۔ کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے غرض ہر معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نقشِ قدم پر چلتے تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔ ''بیٹھ جاؤ'' اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کے دروازہ سے داخل ہو رہے تھے جب انہوں نے یہ سنا تو وہ فوراً بیٹھ گئے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے آگے آنے کے لیے فرمایا تب وہ اُٹھ کر آگے آئے۔

دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت بہت ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے لازم ہے کہ ہر مسلمان زندگی کے تمام معاملات میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک طریقوں پر عمل کرے اس لیے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ اِطاعتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا مفہوم لکھیں۔

ب۔ اِطاعتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اہمیت بیان کریں۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول کیسے ممکن ہے؟

د۔ اطاعتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرزِ عمل بیان کریں۔

ہ۔ دُنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے کیا لازمی ہے؟

2 درج ذیل میں سے درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر کون سی کتاب نازل کی؟

ا۔ تورات ب۔ انجیل ج۔ قرآن مجید د۔ زبور

ب۔ دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے کس کی اطاعت لازم ہے؟

ا۔ فرشتوں کی ب۔ جنات کی ج۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی د۔ سابقہ انبیا علیہم السلام کی

ج۔ اطاعت کا مطلب ہے:

ا۔ اتباع ب۔ توجہ ج۔ منہ موڑنا د۔ عقل مندی

د۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت دراصل اطاعت ہے۔

ا۔ جنات کی ب۔ ملائکہ کی ج۔ عام انسانوں کی د۔ اللہ تعالیٰ کی

ہ۔ کون ہر معاملے میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نقش قدم پر چلے تھے؟

ا۔ کفار ب۔ یہودی ج۔ منافقین د۔ صحابہ کرامؓ

3 خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے فیصلوں کے مطابق عمل کرنا .... کی بنیادی شرط ہے۔

ب۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی .... ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے۔

ج۔ دنیا اور .... میں کامیابی کے لیے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت بہت ضروری ہے۔

د۔ اطاعت .... کا لفظ ہے جس کا مطلب اتباع اور فرماں برداری کرنا ہے۔

ہ۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کے بغیر ہمارا .... مکمل نہیں ہوتا۔

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کا ذریعہ بھی	فرمانبرداری کرو۔
ب۔ جو بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کرے گا	آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کو قرار دیا ہے۔
ج۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے	وہ جنت میں جائے گا۔
د۔ مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی	وہ اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بتایا ہے۔
ہ۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جو کچھ بھی بتایا ہے	میں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- طلبہ اطاعتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اہمیت پر قرآن مجید کی آیات اور احادیث ایک دوسرے کو سنائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- اطاعتِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے موضوع پر مدرسے میں ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

(ج) سُنّتِ نبوی کی اہمیت

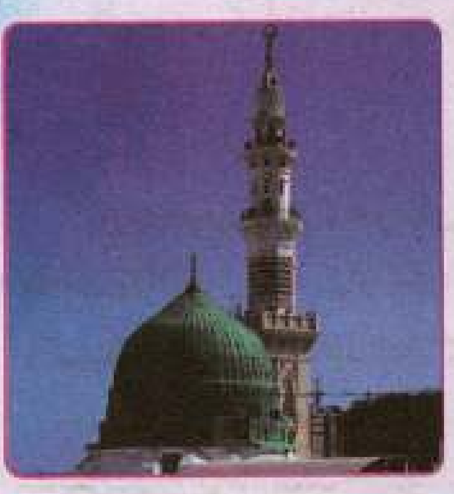

سُنّت کے معنی راستہ اور طریقہ کے ہیں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اَعمال اور اَفعال کو سُنّت کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے اپنا پیغام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام نہ صرف لوگوں تک پہنچایا، بلکہ اپنے عمل کے ذریعے اس کی مکمل تشریح بھی کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی کو بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الاحزاب، 33:21)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ (کی زندگی) میں عمدہ نمونہ ہے۔

ارکانِ اسلام اور سنتِ نبوی:

ارکانِ اسلام اپنانے کا حکم تو قرآن مجید میں موجود ہے مگر کون سا رکن کس طریقے سے ادا کرنا ہے، اس کی وضاحت سنت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ہوتی ہے۔ ارکانِ اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت نماز کی ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے مگر قرآن مجید میں نماز ادا کرنے کا طریقہ اور اس کے اوقات کی وضاحت موجود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں سُنت نبوی سے مکمل راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ''تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ قرآن مجید میں بار بار زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید کی گئی ہے، لیکن زکوٰۃ کے نصاب اور اس کی دیگر تفصیلات کی وضاحت سنتِ نبوی سے ہوتی ہے۔ ماہِ رمضان کے روزوں کی فرضیت قرآن مجید سے ثابت ہے، مگر ان کے مسائل اور احکام کی وضاحت کے لیے ہمیں سنتِ نبوی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ حج بھی اسلام کا ایک اور اہم رکن ہے۔ اس کی ادائیگی کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے۔ حج کی ادائیگی کی تفصیل ہمیں سنتِ نبوی سے ملتی ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

نے فرمایا کہ

حج کے طریقے اور مناسک مجھ سے اچھی طرح سیکھ لو

غرض مسلمانوں کے لیے تمام عبادات کے سلسلے میں مکمل راہنمائی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّت مبارکہ سے ملتی ہے۔

اتباعِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم:

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی ہمارے لیے بطور نمونہ موجود ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جو کام کرنے کا حکم دیا، اس پر عمل کر کے بھی دکھایا۔ انسانیت کی تاریخ میں یہ مقام و مرتبہ صرف نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو حاصل ہے کہ ان کی زندگی کے ایک ایک لمحے کی تفصیل موجود ہے، جس سے قیامت تک آنے والے تمام انسان راہنمائی حاصل کرتے رہیں گے۔ ہم خوش نصیب ہیں کہ زندگی کے ہر قدم پر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا اسوۂ حسنہ ہمیں گھریلو معاملات سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک میسر ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو آج ہم بھٹک رہے ہوتے اور دین سے دور ہوتے۔

سُنّتِ نبوی کو عملی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حاکم ہو یا محکوم، جرنیل ہو یا سپاہی، امیر ہو یا غریب، استاد ہو یا طالب علم غرض زندگی کے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو، اس کے لیے سُنّتِ نبوی میں مکمل راہنمائی موجود ہے۔ اگر ہم سنتِ نبوی پر عمل کریں گے تو یقیناً دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوں گے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف۔ سُنّتِ نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے کیا مراد ہے؟

ب۔ نماز کے حوالے سے سنت نبوی کی کیا اہمیت ہے؟

ج۔ حج کے طریقے کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا کیا فرمان ہے؟

د۔ اتباعِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اہمیت بیان کریں۔

ہ۔ سنت نبوی کی اہمیت کے حوالے سے قرآن مجید کی ایک آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

2 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

الف۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچایا:

الف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے ب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے

ج۔ وحی کے ذریعے د۔ جنات کے ذریعے

ب۔ کس مہینے کے روزے فرض ہیں؟

الف۔ شعبان ب۔ رمضان ج۔ شوال د۔ ذی الحج

ج۔ سنت کے کیا معنی ہیں؟

الف۔ طریقہ ب۔ گھر ج۔ کامیابی د۔ فضیلت

د۔ حج کی ادائیگی کی تفصیل ہمیں کہاں سے ملتی ہے؟

الف۔ زبور سے ب۔ سنت نبوی سے ج۔ قرآن مجید سے د۔ تورات سے

ہ۔ ہم سنت نبوی پر عمل کرنے سے کامیاب ہوں گے۔

الف۔ دنیا میں ب۔ برزخ میں ج۔ آخرت میں د۔ دنیا اور آخرت میں

3 خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ اللہ تعالیٰ نے .... کے ذریعے اپنا پیغام رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچایا۔

ب۔ ارکانِ اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت .... کی ہے۔

ج۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جو کام کرنے کا حکم دیا اس پر .... کر کے بھی دکھایا۔

د۔ حج اسلام کا ایک اہم .... ہے۔

ہ۔ روزے کے مسائل اور احکام کی وضاحت کے لیے ہمیں .... کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

4 درست جملوں کے سامنے "✓" اور غلط کے سامنے "✗" کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
ا۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔		
ب۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر قرآن مجید نازل فرمایا۔		
ج۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنی خواہش سے کوئی بات بھی نہیں کہتے۔		
د۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم زندگی کے ہر معاملے میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرتے تھے۔		
ہ۔ ارکانِ اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت حج کی ہے۔		

سرگرمی برائے طلبہ

- طلبہ مسنون اعمال کا خاکہ کمرۂ جماعت میں پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ میں سنتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے محبت کا جذبہ اجاگر کریں۔

(د) جمعہ وعیدین: تعارف اور معاشرتی اہمیت

جمعہ

اسلام میں اجتماعی عبادات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اجتماعی عبادت کا مقصد یہ ہے، کہ مسلمان آپس میں مل جل کر رہیں۔ انہیں ایک دوسرے کے مسائل کا علم ہو سکے، باہمی تعلق خوشگوار ہو، آپس میں ہمدردی اور محبت پیدا ہو۔ اسلام کی تمام عبادات سے نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔ نمازِ جمعہ اس کی بہترین مثال ہے۔

نمازِ جمعہ کا تعارف واہمیت:

جمعہ کی نماز مسلمانوں پر فرض ہے۔ نمازِ جمعہ شرعی عذر کے بغیر ترک نہیں کی جاسکتی۔ نمازِ جمعہ ظہر کے وقت باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ نمازِ جمعہ میں دو اذانیں دی جاتی ہیں۔ دوسری اذان کے بعد امام دو خطبے پڑھتا ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت، نیکی، بھلائی اور آپس کے اچھے تعلقات کا درس دیا جاتا ہے۔ خطبے کو توجہ اور خاموشی سے سننا ضروری ہے۔ خطبے کے بعد دو رکعت نمازِ جمعہ باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس نماز کی تاکید اس آیت میں فرمائی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ

(سورۃ الجمعہ، 62: 9)

ترجمہ: مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد یعنی نماز کے لیے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کردو۔

نمازِ جمعہ کی اہمیت نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد سے بھی واضح ہوتی ہے، جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

"جس کے پاؤں جمعہ کی نماز کے لیے جاتے ہوئے غبار آلود ہوئے، اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔"

ایک اور موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ جمعہ کی اہمیت یوں واضح کی کہ مسلمان جب صحیح طور پر

نمازِ جمعہ ادا کرتا ہے، تو اس کے ہفتہ بھر کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ جمعہ کا دن ہفتے کے تمام دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن ہے۔

نمازِ جمعہ کے آداب:

1. نمازِ جمعہ کے لیے نہا کر، صاف کپڑے پہن کر اور خوشبو لگا کر مسجد میں جانا چاہیے۔
2. نمازِ جمعہ کے لیے مسجد میں جلدی جانا چاہیے کیونکہ جو شخص سب سے پہلے مسجد میں نمازِ جمعہ کے لیے جاتا ہے، اسے اونٹ کی قربانی کے برابر ثواب ملتا ہے۔
3. مسجد میں جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔
4. نمازِ جمعہ سے قبل امام خطبہ دیتا ہے۔ اس خطبہ کو توجہ اور خاموشی سے سننا ضروری ہے۔

جمعۃ المبارک کی معاشرتی اہمیت

اسلام مل جل کر زندگی گزارنے پر زور دیتا ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن مسلمان جامع مسجد میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس موقع پر عوام کی اصلاح کی خاطر علماء روحانی، اخلاقی اور معاشرتی معاملات کے موضوع پر وعظ کرتے ہیں۔ جمعہ کے دن مسجد میں اکٹھے ہونے والے مسلمان، خطیب کے وعظ کو پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ معاشرے کے مسائل کو حل کرنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں۔ نمازِ جمعہ کی بدولت مسلمانوں کے آپس کے تعلقات خوشگوار ہوتے ہیں۔ آپس میں محبت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور معاشرے میں امن اور بھائی چارہ قائم ہوتا ہے۔

عیدین

اسلام میں خوشی کے جو تہوار منائے جاتے ہیں ان میں سے ایک عیدُ الفطر اور دوسرا عیدُ الاضحیٰ ہے۔ یہ تہوار ایک طرف تو مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور دوسری طرف ایک دوسرے سے میل جول اور نادار مسلمانوں کی مدد کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ یہ تہوار مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کا عملی مظاہرہ ہے۔

عیدُ الفطر:

عیدُ الفطر رمضان المبارک کے روزے مکمل ہونے کی خوشی میں یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ عیدُ الفطر کے موقع پر فطرانہ ادا کریں۔ فطرانہ ایک صدقہ اور مالی امداد ہے، جو غریبوں اور مسکینوں کو دیا جاتا ہے۔ صدقۂ فطر عیدُ الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کیا جاتا ہے تاکہ غریب اور مسکین لوگ بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

عیدُ الاضحیٰ:

عیدُ الاضحیٰ ماہِ ذی الحج کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ یہ عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے، جو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ جانور ذبح کر کے مسلمان اس حقیقت کا اعلان کرتے ہیں کہ ان کا جان و مال اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور اسی کے لیے قربان کرنے کو تیار ہیں۔ قربانی کرنا ہر اس مسلمان پر لازم ہے جو مال دار ہو اور اس کی طاقت رکھتا ہو۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جاتا ہے رشتہ داروں، غریبوں اور مسکینوں میں بھی بانٹا جاتا ہے۔ اس سے باہمی اُخوت اور ہمدردی بڑھتی ہے۔

عیدَین کے آداب:

1. عید کی نماز کے لیے نہادھو کر صاف اور نئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا سُنت ہے۔
2. عیدَین کی نمازوں کے لیے جاتے اور آتے وقت یہ تکبیریں پڑھی جاتی ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

3. عید گاہ کی طرف جانے اور واپسی کے لیے الگ الگ راستے اختیار کیے جاتے ہیں۔
4. عیدَین کی نماز میں دو رکعتیں ہوتی ہیں اور اس میں عام نماز سے کچھ زائد تکبیریں ادا کی جاتی ہیں۔
5. عیدَین کی نماز کے بعد امام خطبہ دیتا ہے، جس میں اسلامی اخوت، ہمدردی اور قربانی کا درس ہوتا ہے، نیکی اور خوفِ خدا کی تلقین کی جاتی ہے۔ خطبہ کو خاموشی اور توجہ سے سننا ضروری ہے۔
6. خطبہ کے بعد مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے لیے اور پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔

عیدَین کی معاشرتی اہمیت

نمازِ عید کے بعد سارے مسلمان ایک دوسرے سے مُصافحہ کرتے اور گلے ملتے ہیں۔ ہر قسم کی نفرتوں اور رنجشوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس عمل سے مُسلم معاشرے میں محبت اور اُلفت کا اظہار ہوتا ہے۔ عید کی نماز کے لیے بڑے بڑے

اجتماعات ہوتے ہیں تا کہ مسلمانوں کی قوت، اتفاق اور اتحاد کا اظہار ہو۔ عید کے موقع پر سب بچے، مرد، خواتین اور بوڑھے نیا لباس پہنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے معاشرے کے ہر فرد کے لیے خوشیاں رکھی ہیں۔ اس لیے صاحب حیثیت لوگوں کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ وہ غریبوں اور محتاجوں کو فطرانہ اور قربانی کا گوشت دیں۔ اس طرح امیر، غریب سب خوشیوں میں شریک ہو کر اخوت اور بھائی چارے کی عمدہ مثال پیش کرتے ہیں۔

مشق

1. مختصر جواب دیں۔

ا۔ اجتماعی عبادت کا کیا مقصد ہے؟

ب۔ نمازِ جمعہ کا تعارف لکھیں۔

ج۔ نمازِ جمعہ کے چند آداب بیان کریں۔

د۔ عیدین کی معاشرتی اہمیت تحریر کریں۔

ہ۔ عیدین کے چند آداب لکھیں۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ نمازِ جمعہ کس وقت ادا کی جاتی ہے؟

ا۔ فجر کے وقت　ب۔ ظہر کے وقت　ج۔ عصر کے وقت　د۔ مغرب اور عشاء کے درمیان

ب۔ نمازِ جمعہ میں کتنی فرض رکعات ہوتی ہیں؟

ا۔ دو　ب۔ تین　ج۔ چار　د۔ چھے

ج۔ نمازِ جمعہ کی ادائیگی سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ا۔ تین دن کے　ب۔ ہفتہ بھر کے　ج۔ مہینا بھر کے　د۔ سال بھر کے

د۔ عید الفطر کب منائی جاتی ہے؟

ا۔ یکم شعبان　ب۔ یکم رمضان　ج۔ دس ذوالحج　د۔ یکم شوال

ہ۔ عید الاضحی کن کی قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے؟

ا۔ حضرت آدم علیہ السلام　ب۔ حضرت نوح علیہ السلام

ج۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام　د۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

3 خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ نمازِ جمعہ کو بغیر .... کے ترک نہیں کیا جا سکتا۔

ب۔ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے .... کے دن کو افضل دن قرار دیا ہے۔

ج۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ عیدالفطر کے موقع پر .... ادا کریں۔

د۔ عیدُالاضحیٰ .... کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

ہ۔ عیدُالاضحیٰ کے موقع پر .... کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ جمعہ کا دن ہفتے کے تمام دنوں میں سب سے	وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔
ب۔ مسجد میں جہاں جگہ ملے	زیادہ فضیلت والا دن ہے۔
ج۔ عیدُالاضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی	عظیم قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے۔
د۔ عیدالفطر رمضان کے روزے مکمل ہونے کی خوشی میں	مصافحہ کرتے ہیں اور گلے ملتے ہیں۔
ہ۔ نمازِ عید کے بعد سارے مسلمان ایک دوسرے سے	یکم شوال کو منائی جاتی ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ

- طلبہ جمعہ کی اذان سے لے کر نمازِ جمعہ کی ادائیگی تک کے حالات اپنی کاپی میں لکھیں اور اس پر مذاکرہ کریں۔
- آپ عیدین کس طرح گزارتے ہیں اپنے دوستوں کو بتائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو عیدین کی معاشرتی اہمیت سے عملی طور پر آگاہ کریں اگر ممکن ہو تو اساتذہ کرام طلبہ کو اپنی نگرانی میں جمعہ کی نماز پڑھوائیں۔

(۵) روزے کا تعارف اور اہمیت

روزہ اسلام کا اہم رکن ہے۔ روزے کو عربی میں "صَوم" کہتے ہیں، جس کے لفظی معنی ہیں رک جانا، ٹھہر جانا، خاموش رہنا وغیرہ۔ اسلام میں روزے سے مراد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر خواہشات سے رکے رہنا ہے۔

روزے کی فرضیت:

روزہ ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ روزے کی فرضیت کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ، 183:2)

ترجمہ: مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

روزے کی اہمیت اور فضیلت:

روزے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پچھلی امتوں پر بھی فرض کیا تھا۔ روزہ انسانی ہمدردی اور اسلامی بھائی چارے کا جذبہ اجاگر کرتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے رمضان المبارک کے مہینے کو ہمدردی اور غم گساری کا مہینا قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ یہ صبر کا مہینا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ روزے کی وجہ سے معاشرے کے تنگ دست لوگوں کی تکلیف کا احساس پیدا ہوتا ہے اور ان کی مدد کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ روزہ رکھنے سے معاشرے میں نیکی اور ہمدردی کی پاکیزہ فضا پیدا ہوتی ہے کیونکہ روزہ دار روزہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مشغول رہتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کے لیے بڑا اجر رکھا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے، رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کا اجر دوں گا"۔ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کے مطابق روزہ دار کی دعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

روزے کی معاشرتی اہمیت

انسان روزے کی حالت میں سارا دن بھوکا پیاسا رہتا ہے اس لیے روزہ رکھنے کی وجہ سے انسان کے دل میں دوسروں کی بھوک اور پیاس کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ غریبوں محتاجوں اور مالی طور پر کمزور لوگوں کے ساتھ ہمدردی، ایثار اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ روزہ کی وجہ سے معاشرہ کے افراد میں قوتِ برداشت، وقت کی پابندی، غیبت سے اجتناب اور پرہیز گاری کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ ماہِ رمضان المبارک میں مسلمان کثرت سے مساجد کا رُخ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے معاشرتی مسائل سے آگاہ ہو کر ان کا حل تلاش کرتے ہیں۔

روزے کے فوائد:

- روزہ دار چھوٹی بڑی برائیوں سے بچا رہتا ہے۔
- سارا دن بھوکا، پیاسا رہنے سے روزہ دار کو غریب اور نادار لوگوں کی بھوک کا احساس ہوتا ہے۔
- ایک دوسرے سے ہمدردی کا جذبہ اجاگر ہوتا ہے۔
- روزہ رکھنے سے انسان کی صحت بہتر ہو جاتی ہے اور وہ کئی بیماریوں سے بچا رہتا ہے۔
- رمضان المبارک میں سحری اور افطاری کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ اس سے روزہ دار میں نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔
- روزے کے دوران بھوک، پیاس اور خواہشات پر قابو پانے سے انسان کے اندر تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ روزہ دار کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔
- ماہِ رمضان المبارک میں عبادت کرنے کا اجر کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔
- روزہ گناہوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک کے تمام روزے بڑے اہتمام کے ساتھ رکھیں اور اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ نیک کام اور قرآن مجید کی تلاوت کریں۔ اس سے ہم دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہوں گے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف۔ روزے کا مفہوم تحریر کریں۔

ب۔ روزے کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟

ج۔ روزے کی معاشرتی اہمیت تحریر کریں۔

د۔ روزے کے فضائل مختصراً بیان کریں۔

ہ۔ روزے کے فوائد تحریر کریں۔

2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ روزہ رکھنے سے دوسروں کے ساتھ کس طرح کا جذبہ اجاگر ہوتا ہے؟

ا۔ ہمدردی کا ب۔ دشمنی کا ج۔ حقارت کا د۔ حسد کا

ب۔ صوم کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ا۔ برداشت کرنا ب۔ رُک جانا ج۔ صبر کرنا د۔ انتظار کرنا

ج۔ اللہ تعالیٰ نے کس عبادت کو ہر الہامی مذہب میں فرض قرار دیا ہے؟

ا۔ صدقہ وخیرات ب۔ حج ج۔ زکوٰۃ د۔ روزہ

د۔ اللہ تعالیٰ نے کس مہینے میں قرآن مجید نازل کیا؟

ا۔ محرم میں ب۔ ربیع الاوّل میں ج۔ رمضان میں د۔ رجب میں

ہ۔ لیلۃ القدر میں عبادت کا ثواب کتنے مہینے کی عبادت سے بھی زیادہ ہے؟

ا۔ ایک سو ب۔ ایک ہزار ج۔ پانچ ہزار د۔ دس ہزار

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ روزے کو عربی میں.................. کہتے ہیں۔

ب۔ اللہ تعالیٰ روزہ دار کے پچھلے.................. معاف کر دیتا ہے۔

ج۔ رمضان المبارک میں لوگ کثرت سے.................. کا رُخ کرتے ہیں۔

د۔ روزہ رکھنے سے انسان کی صحت بہتر ہو جاتی ہے اور وہ کئی.................. سے بچا رہتا ہے۔

ہ۔ روزہ.................. سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ

- روزے کی فضیلت اور فوائد پر تقریری مقابلہ کا اہتمام کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کی تقریری مقابلہ میں بھرپور رہنمائی اور معاونت کریں۔

باب سوم

سیرتِ طیبہ

تعارف:

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت طیبہ ہی ایک واحد اور متفقہ راستہ ہے جس سے زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں میں راہنمائی ملتی ہے۔ ہر شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد سیرت طیبہ سے روشنی اور راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں، خواہ اس شعبہ کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہو یا معاشی و اقتصادی زندگی سے۔ اس باب میں شامل عنوانات کی تدریس کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی مدنی زندگی کے اہم واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔ مؤاخاتِ مدینہ کی اہمیت سے روشناس ہو سکیں۔ طلبہ یہ بھی جان سکیں کہ غزواتُ النبیؐ کے اصل مقاصد اور اسباب کیا تھے اور اسلام کی خاطر کس قدر امتحانات اور مشکلات کا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے صحابہؓ کو سامنا کرنا پڑا۔

۱۔ مؤاخات

مؤاخات عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مطلب بھائی چارا کے ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات کا رشتہ قائم کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین اور انصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا۔ تاریخ میں یہ رشتۂ اخوت "مؤاخاتِ مدینہ" کے نام سے مشہور ہے۔

مہاجرین سے مراد مکہ مکرمہ کے وہ مسلمان ہیں، جنھوں نے کفارِ مکہ کے ظلم سے تنگ آ کر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہجرت کی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت کر کے بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ منورہ پہنچے۔ ان میں کچھ صحابہ کرامؓ مال دار بھی تھے۔ اُن کے مکہ مکرمہ میں گھر، عزیز و اقارب اور دوست احباب بھی تھے مگر یہ لوگ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو خالی ہاتھ تھے۔ مدینہ منورہ کے مسلمانوں نے مہاجرین کی بھرپور مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو "انصار" کا خطاب عطا فرمایا ہے۔

مہاجرین مکہ مکرمہ میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ منورہ خالی ہاتھ پہنچے تھے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو احساس تھا کہ مہاجرین اہلِ مدینہ کے لیے بوجھ اور پریشانی کا باعث نہ بنیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے انصار اور مہاجرین کے درمیان مؤاخات قائم کرنے کے لیے انھیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جمع کیا۔

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے انصار اور مہاجرین کو مخاطب کر کے فرمایا "تم لوگ آپس میں بھائی بھائی ہو، اس لیے میں ایک ایک انصاری اور ایک ایک مہاجر کے درمیان مؤاخات اور بھائی چارے کا رشتہ قائم کیے دیتا ہوں"۔ اس کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے انصار اور مہاجرین کا نام لے کر انھیں ایک دوسرے کا بھائی اور دکھ درد کا ساتھی قرار دیا۔

انصار نے مہاجرین کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ وہ خود تکلیف برداشت کر لیتے مگر مہاجرین کے آرام کا پورا خیال رکھتے۔ اہلِ مدینہ کا پیشہ کاشت کاری تھا اور مہاجرین تجارت کے پیشے سے منسلک تھے۔ یہ کھیتی باڑی کرنا نہیں جانتے تھے۔ انصارِ مدینہ مہاجرین کو اپنی پیداوار میں سے باقاعدہ حصہ دیتے رہے۔ انصارِ مدینہ کے ایثار کی مثالیں سُنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دینی بھائی بنایا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالدار آدمی تھے، انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ میرے تمام مال سے آدھا حصہ لے لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں برکت دے، مجھے بازار کا راستہ بتا دو تاکہ میں وہاں کوئی تجارت کر سکوں، تھوڑے ہی عرصے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجارت میں اتنی برکت ہوئی کہ ان کا مالِ تجارت سینکڑوں اونٹوں پر جانے لگا۔

مؤاخاتِ مدینہ کی بدولت مہاجرین کی پریشانیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ انھیں امن و سکون حاصل ہوا اور وہ مکہ مکرمہ چھوڑنے کا صدمہ بھول گئے۔ مؤاخات کی وجہ سے مدینہ منورہ میں اسلامی معاشرہ قائم ہوا۔ مہاجرین اور انصار نے اشاعتِ اسلام کے لیے مل کر کام کیا اور لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ یہی وجہ ہے کہ چند سال کے عرصے میں اسلام دُور دُور تک پھیل گیا۔

ہمیں بھی چاہیے کہ انصارِ مدینہ کی طرح ایثار کا عملی مظاہرہ کریں اور دوسرے مسلمانوں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیں۔ اس سے معاشرے میں امن و استحکام قائم ہوگا۔ انصارِ مدینہ منورہ کے ایثار و قربانی کی پیروی کرنے سے دنیا میں عزت حاصل ہوگی اور آخرت میں ہمیشہ کی کامیابی ملے گی۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ مؤاخات سے کیا مراد ہے؟

ب۔ انصار سے کون لوگ مراد ہیں؟

ج۔ مہاجرین سے مراد کون لوگ ہیں؟

د۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع کر کے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کیا ارشاد فرمایا؟

ہ۔ انصار کا ایثار بیان کریں۔

2 درست جواب پر "✔" کا نشان لگائیں۔

ا۔ مسلمانوں نے کن کے ظلم سے تنگ آ کر ہجرت کی؟

ا۔ کفارِ مکہ کے　ب۔ اہلِ طائف کے　ج۔ اہلِ حبشہ کے　د۔ یہودیوں کے

ب۔ "انصار" کا کیا مطلب ہے؟

ا۔ بھائی چارا　ب۔ ہجرت کرنے والے　ج۔ مدد کرنے والے　د۔ عبادت کرنے والے

ج۔ مؤاخات کس زبان کا لفظ ہے؟

ا۔ پنجابی　ب۔ فارسی　ج۔ عربی　د۔ پشتو

د۔ مہاجرین کس پیشہ سے منسلک تھے؟

ا۔ کاشت کاری　ب۔ تجارت　ج۔ صنعت وحرفت　د۔ ملازمت

ہ۔ اہلِ مدینہ کا پیشہ کیا تھا؟

ا۔ تجارت　ب۔ گلہ بانی　ج۔ کاشت کاری　د۔ صنعت کاری

3 خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین اور............ کے درمیان رشتۂ مؤاخات قائم کیا۔

ب۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین اور انصار کو............... کے مکان میں جمع کیا۔

ج۔ مؤاخات کی وجہ سے............... میں اسلامی معاشرہ قائم ہوا۔

د۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو............... کا دینی بھائی بنایا۔

ہ۔ مؤاخاتِ مدینہ کی بدولت............... کی پریشانیوں کا خاتمہ ہوگیا۔

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ مؤاخات عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب	اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو انصار کا خطاب عطا فرمایا
ب۔ تاریخ میں یہ رشتۂ اُخوت	بھائی چارا ہے۔
ج۔ مدینہ منورہ کے وہ مسلمان جنہوں نے مکہ مکرمہ سے آنے والے مسلمانوں کی مدد کی	"مؤاخاتِ مدینہ" کے نام سے مشہور ہے۔
د۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین اور انصار کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے	اپنی ضرورت پر ترجیح دینا۔
ہ۔ ایثار کا مطلب ہے دوسروں کی ضرورت کو	مکان میں جمع کیا۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- مؤاخات کے متعلق کمرہ جماعت میں ایک خاکہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو انصار مدینہ کے ایثار کی مزید مثالیں بتائیں۔
- اخوت کے موضوع پر تقریری اور تحریری مقابلے کا اہتمام کریں۔
- طلبہ سے ان انصار اور مہاجرین کی فہرست بنوائیں جن کے مابین رشتۂ مؤاخات قائم ہوا۔

2- مسجدِ نبوی کی تعمیر

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے، تو ہر انصاری کی یہ خواہش تھی کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی میزبانی کا شرف اُسے حاصل ہو۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ اونٹنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے اس کی راہ چھوڑ دو۔ چنانچہ اونٹنی چلتے چلتے بنونجار کے محلّہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر قیام کیا اور اسے اسلام کی دعوت اور تبلیغ کا مرکز بنالیا۔

مسجد کی تعمیر:

مدینہ پہنچنے کے بعد نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ مسجد کے لیے وہی جگہ منتخب کی گئی، جہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی بیٹھی تھی۔ یہ جگہ دو یتیم بچوں، سہل اور سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملکیت تھی۔ انہوں نے یہ جگہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بغیر معاوضہ کے پیش کی مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے وہ جگہ بلا قیمت لینے سے انکار کردیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مسجدِ نبوی کی جگہ قیمت ادا کرکے خریدی۔ مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے پہلا پتھر اپنے دستِ مبارک سے نصب کیا۔ مسجد کی تعمیر میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بھی ایک عام مزدور کی حیثیت سے حصہ لیا۔ مسجد کی عمارت نہایت سادہ تھی۔ اس کی دیواریں کچی اینٹوں سے بنائی گئیں۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھجور کے ستون کھڑے کیے گئے اور ان پر کھجور کی شاخیں، پتے اور گھاس ڈال دی گئی۔ ابتدا میں مسجد کا فرش کچا تھا، جب بارش ہوتی تو کیچڑ ہو جاتی۔ بعد میں فرش پر کنکریاں بچھا دی گئیں۔ اس وقت صرف حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے عقد میں آچکی تھیں۔ ان کے لیے مسجد کے ساتھ دو حجرے بنا دیے گئے۔ بعد ازاں دیگر ازواج مطہرات کے آنے پر اور حجرے بنائے گئے۔ ان کے دروازے مسجد کی طرف تھے۔ ان حُجروں کی تکمیل کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے ان حجروں میں منتقل ہوگئے۔ جیسے جیسے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ

ہوتا گیا مسجدِ نبوی کی توسیع بھی ہوتی گئی۔

مسجدِ نبوی کے شمال مشرقی حصہ میں ایک چبوترہ تعمیر کیا گیا، جس کو صُفّہ کہا جاتا تھا۔ یہاں پر جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تعلیم حاصل کرتے تھے، انہیں اصحابِ صُفّہ کہا جاتا تھا۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا گھر بار نہیں تھا وہ یہیں قیام کرتے اور اسلام کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مسجدِ نبوی کے فضائل:

مسجدِ نبوی مسلمانوں کی سیاسی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی سرگرمیوں کا مرکز بنی۔ مجاہدینِ اسلام کا مرکز اور تربیت گاہ بھی مسجدِ نبوی ہی تھی۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مسجدِ نبوی کی فضیلت یوں بیان فرمائی ہے۔

جو آدمی گھر میں نماز پڑھے، اسے ایک نماز کا ثواب ملے گا۔ محلّہ کی مسجد میں یہ ثواب پچیس گنا زیادہ ہو جائے گا۔ جامع مسجد میں پانچ سو گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ مسجدِ اقصیٰ میں پچاس ہزار گنا بڑھ جاتا ہے اور میری مسجد میں بھی پچاس ہزار گنا ہے جبکہ مسجدِ حرام میں ایک لاکھ گنا تک ثواب ملتا ہے۔

مسجدِ نبوی کی معاشرتی اہمیت

مسجدِ نبوی میں بیٹھ کر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مختلف ریاستی اور بین الاقوامی معاملات کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرماتے تھے۔ دینِ اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنے کے لیے اور اسلام کے دشمنوں سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے جہاد کی اجازت ملی، اس وقت جہاد کی تیاریوں کا مرکز مسجدِ نبوی ہی تھا۔ مجاہدین کو مسجدِ نبوی میں جہاد کی تربیت دی جاتی تھی۔ جہاد کی تربیت کے علاوہ ملک کو چلانے کے لیے ہر قسم کے احکام آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مسجدِ نبوی میں جاری کرتے تھے۔

اس سبق سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ مسجدِ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عبادت کے ساتھ تعلیم و تربیت، سیاسی امور، جہاد کی تیاری اور باہمی مشاورت کیا کرتے تھے۔ مسجدِ نبوی تمام شعبوں کا مرکز تھی۔ مسجدِ نبوی درس گاہ، تربیت گاہ، بیت المال، دارالشوریٰ، جہاد کا مرکز ہونے کی وجہ سے ایک بنیادی مرکز کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس لیے آج کے دور میں مساجد میں نماز کے علاوہ معاشرتی، عدالتی، تعلیمی اور باہمی مشاورت کی سرگرمیاں بھی ہونی چاہییں۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ مسجدِ نبوی کی عمارت کس چیز سے بنائی گئی تھی؟

ب۔ صُفّہ سے کیا مراد ہے؟

ج۔ مسجدِ نبوی کی فضیلت بیان کریں۔

د۔ مسجدِ نبوی کی معاشرتی اہمیت تحریر کریں۔

ہ۔ اس سبق سے مسجد کے کون سے پہلو نمایاں ہوتے ہیں؟

2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کس کے گھر قیام فرمایا؟

ا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

د۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب۔ مسجدِ نبوی کے لیے جو جگہ منتخب کی گئی وہ ملکیت تھی۔

ا۔ یہودیوں کی

ب۔ عیسائیوں کی

ج۔ دو یتیم بچوں کی

د۔ انصار کی

ج۔ اَزواجِ مطہرات کے لیے حُجرے تعمیر کیے گئے۔

ا۔ مسجدِ نبوی کے ساتھ

ب۔ مسجدِ قبا کے ساتھ

ج۔ مسجدِ حرام کے ساتھ

د۔ مسجدِ قبلتین کے ساتھ

د۔ مجاہدینِ اسلام کا مرکز اور تربیت گاہ کون سی جگہ تھی؟

ا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان

ب۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان

ج۔ مسجدِ نبوی

د۔ مسجدِ قبا

ہ۔ مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرنے سے ثواب میں کتنے گنا اضافہ ہوتا ہے؟

ا۔ پچیس گنا　　ب۔ پانچ گنا

ج۔ پچاس ہزار گنا　　د۔ ایک لاکھ گنا

3 خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ مسجدِ نبوی کی تعمیر میں کچی .... کا استعمال کیا گیا۔

ب۔ مسجد کے ساتھ .... کے لیے حجرے بنائے گئے۔

ج۔ مسجدِ نبوی کے شمال مشرقی حصہ میں ایک .... تعمیر کیا گیا۔

د۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اونٹنی .... کی طرف سے مامور ہے اس کی راہ چھوڑ دو۔

ہ۔ مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرنے کا ثواب .... گنا ہے۔

4 درست جملوں کے سامنے "✔" اور غلط کے سامنے "✘" کا نشان لگائیں۔

ا۔ ہجرتِ مدینہ کے موقع پر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ایک گھوڑے پر سوار تھے۔

ب۔ مسجدِ نبوی کی عمارت نہایت سادہ تھی۔

ج۔ مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ گنا تک ہے۔

د۔ محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب پانچ سو گنا ہے۔

درست	غلط

سرگرمی برائے طلبہ:

- طلبہ مسجدِ نبوی کا تاریخی ارتقا رنگوں کے ذریعے واضح کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو مسجدِ نبوی اور روضہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اہمیت بتائیں۔

3. میثاقِ مدینہ کی رو سے مدینہ منورہ کو مقدس شہر قرار دیا گیا، جس سے ہر قسم کا فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔
4. یہود کی تائید و حمایت حاصل کرنا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بڑی سیاسی کامیابی تھی۔
5. میثاقِ مدینہ ایک سیاسی اور معاشرتی منشور تھا، جس کی بنیاد پر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی۔
6. اس معاہدہ کی رو سے مدینہ منورہ کا دفاع اور مضبوط ہو گیا۔

میثاقِ مدینہ انسانی تاریخ میں مذہبی رواداری کی شاندار مثال ہے جس میں دوسری اقوام کے مذہبی، معاشرتی اور سیاسی حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ میثاقِ مدینہ دورِ حاضر میں عالمی امن کی بنیاد بن سکتا ہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ مدینہ منورہ میں یہودیوں کے کتنے قبائل آباد تھے؟
ب۔ انصار کے قبائل کون سے تھے؟
ج۔ میثاقِ مدینہ سے کیا مراد ہے؟
د۔ میثاقِ مدینہ کی چار شرائط تحریر کریں۔
ہ۔ میثاقِ مدینہ کی اہمیت بیان کریں۔

2 درست جواب پر "✔" کا نشان لگائیں۔

ا۔ میثاقِ مدینہ کن کے درمیان طے پایا؟
ا۔ مسلمانوں، عیسائیوں اور دیگر قبائل　ب۔ یہودیوں، منافقوں اور دیگر قبائل
ج۔ مسلمانوں، یہودیوں اور دیگر قبائل　د۔ عیسائیوں، مہاجروں اور دیگر قبائل

ب۔ میثاقِ مدینہ میں کسے مقدس شہر تسلیم کیا گیا؟
ا۔ مکہ مکرمہ کو　ب۔ مدینہ منورہ کو　ج۔ جدہ کو　د۔ طائف کو

ج۔ مدینہ منورہ میں یہود کے کتنے قبائل تھے؟
ا۔ دو　ب۔ تین　ج۔ چار　د۔ پانچ

د۔ میثاقِ مدینہ میں مختلف قبائل اور مذاہب کے لوگوں کو ایک جھنڈے تلے کس نے جمع کیا؟
ا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے　ب۔ یہودیوں نے

ج۔ مہاجرین نے　　　د۔ انصار نے

ہ۔ مدینہ منورہ میں قبائل آپس میں لڑتے رہتے تھے۔

ا۔ یہودیوں کے　ب۔ انصار کے　ج۔ مہاجرین کے　د۔ منافقین کے

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ معاہدے کے فریقین میں سے کوئی بھی..........کو پناہ نہیں دے گا۔

ب۔ ہر فریق کو..........آزادی حاصل ہوگی۔

ج۔ جنگ کی صورت میں سب..........مل کر اخراجات مشترکہ طور پر برداشت کریں گے۔

د۔ میثاقِ مدینہ میں..........کو مدینہ کی ریاست کا سربراہ تسلیم کیا گیا۔

ہ۔ میثاقِ مدینہ کی رو سے..........کا دفاع اور مضبوط ہو گیا۔

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ کسی بیرونی دشمن کے حملہ کی صورت میں	اور اس میں فساد برپا نہیں کریں گے
ب۔ معاہدہ کے فریق مدینہ منورہ کو حرم تسلیم کریں گے اور	کوئی بھی قریشِ مکہ کو پناہ نہیں دے گا
ج۔ معاہدہ کے فریق میں سے	سب مل کر دشمن کا مقابلہ کریں گے
د۔ اس معاہدے کی وجہ سے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم	رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی بڑی سیاسی کامیابی تھی
ہ۔ یہود کی تائید و حمایت حاصل کرنا	مدینہ منورہ کی ریاست کے سربراہ بن گئے۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- میثاقِ مدینہ کی شرائط اور اہمیت کے موضوع پر تقریر تیار کر کے صبح کی اسمبلی میں پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو میثاقِ مدینہ کی اہمیت کے بارے میں تفصیل سے بتائیں۔

4- غزوۂ بدر

مسلمان قریشِ مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں امن وسکون کی زندگی بسر کرنے لگے۔ کفارِ مکہ کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ مسلمان امن سے رہیں، لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لیے مختلف سازشوں سے کام لیا۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دے دی اور 17 رمضان المبارک 2 ہجری کو بدر کا معرکہ مقامِ بدر میں پیش آیا۔

اسباب:

1. قریشِ مکہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے، تو کفارِ مکہ، مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو خوش نہیں دیکھ سکتے تھے۔
2. قریشِ مکہ کی معیشت کا انحصار تجارت پر تھا۔ قریشِ مکہ کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ اگر مسلمان طاقت میں آ گئے، تو وہ ان کی تجارت کو نقصان پہنچائیں گے۔
3. قریشِ مکہ کے ایک سردار نے مدینہ منورہ کے قریب ایک چراگاہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کے مویشی پکڑ لیے۔
4. غزوۂ بدر کی فوری وجہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ بنا، جو شام سے مالِ تجارت کے ساتھ واپس لوٹ رہا تھا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو ابوسفیان کو خوف ہوا کہ کہیں مسلمان قافلے کو لوٹ نہ لیں، اس لیے اس نے مدد کے لیے مکہ پیغام بھیجا۔ اس پر ایک ہزار کا لشکر مدینہ منورہ کی طرف مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہو گیا۔

واقعات:

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کو جب کفارِ مکہ کے لشکر کی آمد کی خبر ہوئی، تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کفار کا راستہ روکنے کے لیے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے ساتھ تین سو تیرہ مجاہدین تھے جن میں بیاسی مہاجرین اور باقی انصار تھے۔ اسلامی لشکر کے پاس لڑنے کے لیے پورے ہتھیار نہیں تھے۔ مسلمانوں کے پاس کل چھے تلواریں تھیں۔ سواری کے لیے ستر اُونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ ان کے مقابلے میں کفار کا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے پاس ایک سو گھوڑے، چھے سو زرہیں اور سینکڑوں اونٹ تھے۔

کفار اور مسلمانوں کے لشکر بدر کے مقام پر آمنے سامنے ہوئے۔ لڑائی سے ایک رات پہلے اللہ تعالیٰ نے موسلا دھار

بارش برسائی، جس سے مجاہدین تازہ دم ہو گئے۔ اسی رات رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ سے کامیابی کی دعائیں کرتے رہے۔

17 رمضان المبارک 2 ہجری کو لڑائی کی ابتدا ہوئی۔ کفار کی جانب سے عتبہ، اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکلے۔ مسلمانوں کی جانب سے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلے اور جلد ہی ان تینوں کافروں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد عام جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ بالآخر مسلمانوں کو کامیابی ملی۔ اس جنگ میں فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی غیبی مدد کی۔ ابو جہل جو کفار کے لشکر کی قیادت کر رہا تھا وہ دو نوعمر مجاہدوں معاذ اور معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس لڑائی میں ستر (70) کافر مارے گئے جن میں ان کے بڑے بڑے سردار بھی تھے۔ کفار کے ستر (70) آدمی قیدی بنے۔ اس لڑائی میں چودہ (14) مسلمان شہید ہوئے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بدر کے قیدیوں کے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا۔ ان میں سے بعض کو احسان کے طور پر چھوڑ دیا۔ جو باقی بچے تھے ان کے متعلق یہ طے ہوا کہ وہ فدیہ دے کر آزادی حاصل کر لیں اور جو فدیہ نہیں دے سکتے وہ دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور آزادی حاصل کر لیں۔

غزوۂ بدر کے نتائج:

1. غزوۂ بدر حق و باطل کا معرکہ تھا، جس میں حق کو کامیابی ملی اور باطل ناکام ہوا۔
2. غزوۂ بدر میں کفارِ مکہ کا غرور خاک میں مل گیا اور ان کے زوال کی ابتدا ہوئی۔
3. غزوۂ بدر میں کامیابی کے بعد اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔
4. غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو کامیابی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعے دلائی۔

غزوۂ بدر سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرنا چاہیے اور خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کا کام کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مشکل میں تنہا نہیں چھوڑتا بلکہ ان کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ غزوۂ بدر کب اور کہاں پیش آیا؟

ب۔ غزوۂ بدر کی فوری وجہ کیا تھی؟

ج۔ غزوۂ بدر کے اسباب تحریر کریں۔

د۔ غزوۂ بدر کے کیا نتائج نکلے؟

ہ۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بدر کے قیدیوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟

2 درست جواب کے سامنے "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ غزوۂ بدر کب ہوا؟

ا۔ 17 رمضان المبارک 2 ہجری   ب۔ یکم رمضان المبارک 2 ہجری

ج۔ 7 شوال 3 ہجری   د۔ 17 شوال 3 ہجری

ب۔ کفارِ مکہ کی زیادہ تر تجارت کس ملک سے ہوتی تھی؟

ا۔ عراق   ب۔ شام   ج۔ فارس   د۔ یمن

ج۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کا لشکر کتنے افراد پر مشتمل تھا؟

ا۔ 210   ب۔ 275   ج۔ 300   د۔ 313

د۔ بدر کی لڑائی میں کتنے کافر مارے گئے؟

ا۔ 14   ب۔ 55   ج۔ 70   د۔ 95

ہ۔ دو کم عمر مجاہدوں مُعاذ اور مُعوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کس کو قتل کیا؟

ا۔ ابوجہل   ب۔ عتبہ   ج۔ شیبہ   د۔ ولید

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ مسلمان قریشِ مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کر کے.................. آ گئے۔

ب۔ قریشِ مکہ .... کے خلاف سازشیں کر رہے تھے۔

ج۔ شام کی طرف جانے والا راستہ .... کے قریب سے گزرتا تھا۔

د۔ مسلمانوں کے لشکر میں .... مہاجرین تھے۔

ہ۔ فتح ہمیشہ .... کی ہوتی ہے۔

4 درست جملوں کے سامنے "✓" اور غلط کے سامنے "✗" کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
ا۔ یہودیوں نے مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔		
ب۔ قریش کی معیشت کا انحصار کھیتی باڑی پر تھا۔		
ج۔ غزوۂ بدر میں کفارِ مکہ کا غرور خاک میں مل گیا۔		
د۔ بدر کی لڑائی میں 14 مسلمان شہید ہوئے۔		
ہ۔ مسلمانوں نے تمام قیدیوں کو احسان کے طور پر چھوڑ دیا۔		

سرگرمی برائے طلبہ:

- غزوۂ بدر کے نتائج اپنی کاپیوں میں لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذۂ کرام:

- طلبہ کو حق و باطل کے فرق سے آگاہ کریں۔
- انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی سے حق و باطل کا کوئی واقعہ طلبہ کو سنائیں۔

5- غزوۂ اُحد

مدینہ منورہ کے شمال میں پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑ ہے جسے اُحد کہتے ہیں۔ اسی پہاڑ کے دامن میں کفارِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان دوسرا معرکہ پیش آیا جسے غزوۂ احد کہتے ہیں۔

اسباب:

1. غزوۂ بدر میں قریشِ مکہ کے ستر (70) افراد مارے گئے جن میں بڑے بڑے سردار بھی تھے اور اُتنے ہی قیدی بنے تھے، اس لیے قریشِ مکہ میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔
2. یہود کی دلی ہمدردیاں کفارِ مکہ کے ساتھ تھیں۔ انھوں نے قریش کو بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے پر اکسایا اور مدد کا وعدہ بھی کیا۔
3. عرب میں قریشِ مکہ کا بہت مقام تھا۔ وہ خانہ کعبہ کے متولی بھی تھے۔ غزوۂ بدر کی شکست کے بعد ان کا غرور خاک میں مل گیا تھا۔ اس لیے قریشِ مکہ نے اپنے وقار کی بحالی کے لیے مسلمانوں سے بدلہ لینا ضروری خیال کیا۔

واقعات:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو کفار کے لشکر کی اطلاع دی، جو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اطلاع ملتے ہی چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا۔ معلوم ہوا کہ کفار کا لشکر مدینہ منورہ کے قریب پہنچ چکا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مسجدِ نبوی میں مشورے کے لیے جمع کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر صحابہؓ کا خیال تھا کہ لڑائی مدینہ منورہ کے اندر ہی رہ کر لڑی جائے۔ نوجوان صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ ہمیں شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نوجوانوں کے اس شوقِ جہاد کو دیکھ کر ان کے مشورہ کو قبول کیا۔

کفارِ مکہ نے ایک سال کی تیاری کے بعد تین ہزار جنگجوؤں پر مشتمل ایک بھاری لشکر ترتیب دیا تھا۔ کفار کے لشکر کے پاس تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے تھے۔ اس کی قیادت ابو سفیان کر رہا تھا۔ اس لشکر نے 6 شوال 3 ہجری کو اُحد پہاڑ کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بھی لشکر کی اطلاع ملتے ہی ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر تیار کیا جو

6 شوال 3 ہجری کو نمازِ عصر کے بعد اُحد کی طرف روانہ ہوا۔ منافقوں کا سردار عبداللہ بن اُبَی غداری کرتے ہوئے اپنے تین سو ساتھیوں سمیت لشکرِ اسلام سے الگ ہوگیا۔ اس طرح مسلمانوں کے لشکر کی تعداد سات سو (700) رہ گئی۔

مسلمانوں اور کفار کا لشکر 7 شوال 3 ہجری کو آمنے سامنے ہوا۔ اُحد پہاڑ میں ایک درہ تھا، جو اسلامی لشکر کی پشت پر تھا اور جہاں سے دشمن کے حملے کا خطرہ تھا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ مقرر کیا اور انہیں ہدایت کی کہ ہمیں فتح ہو یا شکست، تم نے اس درے کو بالکل نہیں چھوڑنا۔

عام لڑائی شروع ہونے سے پہلے کفار کا عَلَم بردار طلحہ آگے آیا اور جنگ کے لیے للکارا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور اسے ہلاک کر دیا۔ پھر اس کا بھائی آگے بڑھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اسی طرح کفار باری باری جھنڈا اٹھا کر آتے اور مارے جاتے۔ اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوگئی۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت ابودجانہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خوب بہادری کے جوہر دکھائے۔ صحابہ کرامؓ کے مسلسل حملوں کے بعد دشمن کے لشکر میں کھلبلی مچ گئی اور وہ بدحواس ہو کر بھاگنے لگے۔ مسلمان مالِ غنیمت سمیٹنے میں مصروف ہوگئے۔

جب قریش کا لشکر میدان سے بھاگ رہا تھا، تو درّے پر موجود تیر انداز یہ سمجھے کہ مسلمانوں کو فتح ہوگئی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منع کرنے کے باوجود مالِ غنیمت سمیٹنے کے لیے درّے کو چھوڑ دیا۔ درّے پر صرف دس تیر انداز باقی رہ گئے۔ اسی دوران خالد بن ولید (جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے درّے کو خالی دیکھ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت ان کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہادری کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ اسی دوران وحشی نامی ایک غلام نے آپؓ پر چھپ کر حملہ کیا۔ اس اچانک حملے سے حضرت حمزہؓ شہید ہوگئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جس طرح روئے اس سے بڑھ کر روتے ہوئے ہم نے آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا۔ پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا کہ انہیں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی۔

مسلمانوں کے عَلَم بردار حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ہم شکل تھے، وہ شہید ہوگئے تو یہ خبر پھیل گئی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم شہید ہوگئے ہیں۔ اس خبر سے مسلمانوں میں مایوسی

پھیل گئی۔ اچانک حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو اعلان کیا کہ اے مسلمانو! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم زندہ ہیں۔ اس آواز پر صحابہ کرامؓ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے لیے ڈھال بن گئے۔ آہستہ آہستہ دوسرے صحابہ کرامؓ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے گرد جمع ہو گئے۔ مسلمانوں کے دوبارہ اکٹھا ہونے اور ان کا پیچھا کرنے کی وجہ سے کفار نے دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ کی بلکہ انہوں نے میدان چھوڑ کر مکّہ کی طرف روانگی میں ہی اپنی خیر سمجھی۔ اس لڑائی میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ مسلمان خواتین نے بھی بڑی بہادری دکھائی۔ حضرت عائشہ اور حضرت اُم سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

نتائج:

1. اس لڑائی میں ستر (70) مسلمان شہید ہوئے۔
2. یہ لڑائی فیصلہ کن نہ تھی، کیونکہ کفار اپنا مقصد حاصل کیے بغیر میدان جنگ سے واپس چلے گئے۔
3. اس لڑائی میں منافقین بے نقاب ہو گئے۔

جنگ اُحد میں ہمارے لیے یہ سبق موجود ہے کہ ہر حال میں اطاعتِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ضروری ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت نہ کرنے سے جنگ اُحد میں حالات بدل گئے اور مسلمانوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف۔ غزوۂ اُحد کے دو اسباب بیان کریں۔

ب۔ مسجد نبوی میں غزوۂ اُحد کے بارے کیا مشورہ ہوا؟

ج۔ کفارِ مکّہ کے لشکر کی تعداد کتنی تھی اور ان کے پاس ساز و سامان کیا تھا؟

د۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کس صحابیؓ کو درّے پر مقرر کیا؟

ہ۔ غزوۂ اُحد میں مسلمان خواتین نے کیا کیا کام انجام دیے؟

2 درست جواب پر "✔" کا نشان لگائیں۔

ا۔ اُحد کا پہاڑ مدینہ منورہ سے کتنے فاصلے پر واقع ہے؟

ا۔ دو کلومیٹر　　ب۔ تین کلومیٹر　　ج۔ چار کلومیٹر　　د۔ پانچ کلومیٹر

ب۔ غزوۂ احد میں کفار کے لشکر کی تعداد کتنی تھی؟

ا۔ ایک ہزار　　ب۔ دو ہزار　　ج۔ تین ہزار　　د۔ چار ہزار

ج۔ غزوۂ اُحد میں کتنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شہید ہوئے؟

ا۔ پچاس　　ب۔ ساٹھ　　ج۔ ستر　　د۔ اسی

د۔ درّے پر کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں تیر اندازوں کا دستہ مقرر کیا؟

ا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حضرت زُبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　د۔ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہ۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ہم شکل کون سے صحابیؓ تھے؟

ا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　د۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3 خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ کفارِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان دوسرا معرکہ..................میں پیش آیا۔

ب۔ قریشِ مکہ نے اپنے..................کو بحال کرنے کے لیے اُحد کی لڑائی لڑی۔

ج۔ غزوۂ اُحد میں کفار کے لشکر کی اطلاع رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے چچا..................نے دی۔

د۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مسلسل حملوں کے بعد دشمن کے لشکر میں کھلبلی..................گئی۔

ہ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُمِ سُلیمؓ..................کو پانی پلاتی تھیں۔

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

کالم ب	کالم الف
7 شوال 3 ہجری کو آمنے سامنے ہوا	ا۔ مدینہ منورہ کے شمال میں پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر
ایک پہاڑ ہے جسے اُحد کہتے ہیں	ب۔ مسلمانوں اور کفار کا لشکر
رسول اللہ صَلَّى اللہُ عَلَيْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہم شکل تھے	ج۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
مسلمان شہید ہوئے	د۔ مسلمانوں کے علَم بردار حضرت مصعب بن عمیرؓ
حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دفن کر دیا	ہ۔ غزوۂ اُحد میں ستر (70)

سرگرمی برائے طلبہ:

- طلبہ اپنے اساتذہ کرام کے سامنے غزوۂ اُحد کے اسباب، واقعات اور نتائج ایک دوسرے کو بتائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- غزوۂ اُحد کی روشنی میں طلبہ کو اطاعت امیر کی اہمیت کے بارے میں بتائیں۔

6- غزوۂ خندق

غزوۂ خندق 5 ہجری میں پیش آیا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں نے مدینہ منورہ کے دفاع کے لیے ایک خندق کھودی جس کی وجہ سے اس کو غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔ اس جنگ کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں۔

اسباب:

1. مختلف غزوات میں شکست ہونے سے کفارِ مکہ میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑک اٹھی تو انہوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے ابوسفیان کے جھنڈے تلے جمع ہونا شروع کر دیا۔
2. مسلمانوں کے مدینہ منورہ جانے سے کفارِ مکہ کی شام کے ساتھ تجارت کو پہلے ہی خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ اب نجد اور دُومۃُ الجَندَل تک کا علاقہ مسلمانوں کے زیرِ نگیں آنے سے ان کے تجارتی قافلے عراق بھی نہیں جا سکتے تھے۔ انہیں اپنی تجارت ختم ہوتی ہوئی نظر آ رہی تھی اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے خلاف انتہائی اقدام کا فیصلہ کیا۔
3. میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے غزوۂ بدر کے بعد یہودی قبیلہ بنو قینقاع کو جلاوطن کیا گیا اور غزوۂ اُحد کے بعد یہودی قبیلہ بنو نضیر کو جلاوطن کیا گیا۔ یہ لوگ خیبر اور شام کے سرحدی علاقوں میں آباد ہو گئے۔ انہوں نے قریشِ مکہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا اور اپنی حمایت کا یقین دلایا۔

واقعات:

ابوسفیان مکہ مکرمہ سے چار ہزار کافروں کا لشکر لے کر نکلا۔ راستے میں دیگر اتحادی بھی اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے۔ یوں دس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ لشکرِ کفار کی اطلاع ملنے پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے تھی کہ شہر کے گرد خندق کھود کر مدینہ منورہ کا دفاع کیا جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خود گھوڑے پر سوار ہو کر علاقے کا جائزہ لیا۔ مدینہ منورہ کے تین اطراف میں سنگلاخ پہاڑ، مکانات اور باغات تھے اس لیے شہر ان اطراف سے محفوظ تھا۔ صرف شمالی جانب سے دشمن کے حملے کا خطرہ تھا۔ لہٰذا اس طرف خندق کھودنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ بڑی باحکمت دفاعی تجویز تھی۔ اہلِ عرب اس سے واقف نہ تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرامؓ کو خندق کھودنے کا کام سونپ دیا۔ مسلمانوں نے پوری محنت اور دلجمعی سے خندق کھودنی شروع کر دی۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خود بھی

خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ خندق کی کھدائی کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تین ہزار مسلمانوں کا لشکر ترتیب دیا۔

ابوسفیان اپنے لشکر سمیت جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچا تو خندق دیکھ کر پریشان ہوا اور مجبوراً شہر کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ مسلمانوں کا ہر دستہ اپنی اپنی جگہ خندق کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ دونوں اطراف سے کبھی کبھار تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ہو جاتا تھا۔ جب بھی کوئی دشمن خندق عبور کرنے کی کوشش کرتا، تو وہ خندق میں گر کر مر جاتا یا پھر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جاتا۔ کفار ہر روز خندق عبور کرنے کے لیے نئے جرنیل کو آزماتے، مگر کوئی خندق کو عبور نہ کر سکا۔ ایک جگہ سے خندق کچھ کم چوڑی تھی۔ اس مقام سے کفار کے لشکر میں سے ایک مشہور پہلوان عَمرو بن عبدِ وَدّ خندق عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا اور مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہادری سے مقابلہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

بنو قُریظہ میثاقِ مدینہ کی رو سے مسلمانوں کے حلیف تھے۔ یہود کے جلاوطن قبیلہ بنو نضیر کا سردار حُیَی بن اَخطب بنو قُریظہ کے لوگوں کے پاس آیا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے میں کامیاب ہو گیا۔ بنو قریظہ نے ان قلعوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا جہاں مسلمان عورتیں اور بچے محفوظ تھے۔ ایک یہودی حملہ کرنے کی غرض سے آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے ہلاک کر دیا اور اس کا سر قلم کر کے یہودیوں کی طرف پھینکا۔ وہ ڈر گئے کہ قلعہ کے اندر بھی مسلمان مجاہدین موجود ہیں تو انہیں دوبارہ حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

ایک نومسلم صحابی حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمتِ عملی کی وجہ سے یہود اور کفارِ مکہ کے درمیان اتحاد ختم ہو گیا۔ یہود اور قریشِ مکہ کے انتشار سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا۔

اب سردی کا موسم بھی شروع ہو چکا تھا، جس سے کفارِ مکہ کے سپاہی بیمار ہونے لگے۔ ایک رات سخت آندھی چلنے سے کفارِ مکہ کا سارا سامان بکھر گیا، خیمے اُلٹ گئے، جس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور ان کے دلوں پر خوف طاری ہو گیا۔ ان حالات میں کفار کے لشکر نے وہاں مزید ٹھہرنے کا ارادہ ترک کیا اور وہ پڑاؤ ختم کر کے واپس چلے گئے۔

نتائج:

1. غزوۂ خندق میں مسلمانوں کے چھے مجاہد شہید ہوئے تھے، ان میں سے تین قبیلہ اوس اور تین قبیلہ خزرج میں سے تھے۔
2. غزوۂ خندق فیصلہ کن لڑائی ثابت ہوئی کیونکہ سارے عرب نے بھرپور قوت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کیا، مگر انہیں ناکامی ہوئی۔
3. غزوۂ خندق کے بعد قریشِ مکہ کی طاقت ختم ہو گئی اور وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے قابل نہ رہے۔
4. تمام عرب قبائل پر مسلمانوں کا رعب و دبدبہ بیٹھ گیا اور وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی جنگی حکمتِ عملی سے

حیران رہ گئے۔

5. غزوۂ خندق کے بعد عرب قبائل نے تیزی سے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔

غزوۂ خندق سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان لوگوں کے ساتھ ہے، جو حق اور صداقت پر قائم ہوں اور ثابت قدم رہیں۔ ہمیں بھی مصائب سے گھبرانے کی بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ اسی میں ہماری دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

مشق

1. مختصر جواب دیں۔

ا۔ میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کرنے پر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے یہودیوں کے کن قبیلوں کو جلاوطن کیا؟

ب۔ غزوۂ احزاب میں خندق کھودنے کا مشورہ کس صحابیؓ نے دیا؟

ج۔ غزوۂ خندق کے دو بنیادی اسباب تحریر کریں۔

د۔ غزوۂ خندق کے تین نتائج تحریر کریں۔

ہ۔ مدینہ منورہ کے صرف ایک طرف ہی خندق کیوں کھودی گئی؟

2. درست جواب پر "✔" کا نشان لگائیں۔

ا۔ ابوسفیان مکہ مکرمہ سے کتنے کافروں کا لشکر لے کر نکلا تھا؟

ا۔ ایک ہزار　ب۔ دو ہزار　ج۔ تین ہزار　د۔ چار ہزار

ب۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے کس صحابیؓ کے مشورے سے خندق کھودی؟

ا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ　ب۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ　د۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ مسلمانوں نے مدینہ منورہ کے کس جانب خندق کھودی؟

ا۔ مشرقی جانب　ب۔ مغربی جانب　ج۔ شمالی جانب　د۔ جنوبی جانب

د۔ خندق کی کھدائی کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کتنے مسلمانوں کا لشکر ترتیب دیا؟

ا۔ ایک ہزار ب۔ دو ہزار ج۔ تین ہزار د۔ چار ہزار

ہ۔ عرب قبائل نے کب تیزی سے اسلام قبول کرنا شروع کیا؟

ا۔ غزوۂ بدر کے بعد ب۔ غزوۂ اُحد کے بعد

ج۔ غزوۂ خندق کے بعد د۔ غزوۂ تبوک کے بعد

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ دس ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکر .... پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔

ب۔ ابوسفیان تمام .... کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف آیا۔

ج۔ بنوقُریظہ میثاق مدینہ کی رو سے .... کے حلیف تھے۔

د۔ غزوۂ خندق میں .... مسلمان شہید ہوئے۔

ہ۔ غزوۂ خندق کے بعد .... کی طاقت ختم ہوگئی۔

4 درست جملوں کے سامنے "✔" اور غلط کے سامنے "✖" کا نشان لگائیں۔

ا۔ یہود کے جلاوطن قبیلوں نے قریشِ مکہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کے لیے اُکسایا۔

ب۔ مدینہ منورہ کے تین اطراف میں سنگلاخ پہاڑ، مکانات اور باغات تھے۔

ج۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خندق کی کھدائی میں حصہ نہ لیا۔

د۔ سخت سردی اور سخت آندھی نے کفار کا حوصلہ بلند کیا۔

درست	غلط

سرگرمی برائے طلبہ:

- غزوۂ خندق کے نتائج اپنی کاپیوں میں خوش خط لکھیں اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذۂ کرام:

- غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمانوں کو جن مشکلات کا سامنا تھا، ان کی تفصیل طلبہ کو بتائیں۔

باب چہارم

اخلاق و آداب

تعارف:

اَخلاق خُلق کی جمع ہے۔ جس کے معنی پختہ عادت، طبیعت اور فطرت کے ہیں۔ اخلاق کی دو قسمیں ہیں، اخلاق حسنہ اور اخلاق سیئہ۔ اچھی عادات اور اوصاف جن کو انسان ہمیشہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اخلاق حسنہ کہلاتے ہیں۔ بری عادات جنھیں انسان فطرتاً ہمیشہ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اخلاق سیئہ کہلاتے ہیں۔

آداب ادب کی جمع ہے۔ جس کے معنی رکھ رکھاؤ اور ہر کام سلیقہ کے ساتھ کرنے کے ہیں۔ اس لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اچھے اوصاف کو اپنانا اخلاق ہے اور ان اوصاف کو خوبصورت اور دلنشین انداز و سلیقہ سے پیش کرنا آداب ہیں، مثلاً درگزر کرنا اخلاق حسنہ ہے اور عفو و درگزر اختیار کرتے ہوئے اچھے انداز اور طریقوں کو اپنانا آداب ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ مجھے اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اچھے اخلاق کسی بھی انسان کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ ان اسباق کے مطالعہ کے بعد طلبہ نہ صرف اخلاق و آداب سے اچھی طرح واقف ہو جائیں گے بلکہ ان کو عملی زندگی میں اپنا کر اچھے مسلمان اور پاکستانی بن سکیں گے۔

1 وعدے کی پابندی

وعدے کی پابندی سے مراد وعدہ پورا کرنا اور ذمہ داری کو نبھانا ہے۔ وعدے کی پابندی سے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے جو وعدے کرتے ہیں، ہمیں انھیں پورا کرنا ہے۔ یقیناً ایسے وعدوں کی پابندی بہت ضروری ہے، لیکن اسلام میں وعدے کا مفہوم صرف یہی نہیں، بلکہ اس سے مراد وہ تمام وعدے بھی ہیں، جو ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کیے ہیں۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے احکام کی تعمیل کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس عہد کے بعد یہ لازم ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے احکام کی پوری پوری پابندی کریں۔

وعدے کی پابندی قرآن مجید اور "سنتِ نبویؐ" کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وعدے کی پابندی کا کئی جگہ حکم دے کر اس کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر وعدہ کو پورا کرنے والا ہے۔ وعدہ کی پابندی کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی امتوں کو بھی دیا تھا، مثلاً بنی اسرائیل سے کہا کہ تم میرا وعدہ پورا کرو میں تمہارا وعدہ پورا کروں گا۔ اسی طرح حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی امت کو بھی حکم دیا جو وعدے تم کرتے ہو انہیں پورا کیا کرو۔

ہم اکثر اوقات ایک دوسرے سے وعدہ کرتے ہیں مثلاً کسی جگہ پہنچنے کا وعدہ، کسی خاص وقت پر کوئی کام کرنے کا وعدہ، کسی کی مدد کرنے کا وعدہ، کسی سے ملاقات کا وعدہ، کسی مجلس میں شرکت کرنے کا وعدہ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم جب بھی کسی سے کوئی وعدہ کریں، تو اسے ضرور پورا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے کہ وعدہ پورا کرو یقیناً وعدے کے متعلق پوچھا جائے گا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے قول اور عمل سے وعدے کی پابندی کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

لَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ

ترجمہ: جو شخص وعدے کی پابندی نہیں کرتا اس کے دین کا کوئی اعتبار نہیں۔

وعدے کی پابندی، سیرت طیبہ کی روشنی میں:

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشہ وعدوں کی پابندی کی اور اس کی گواہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دشمنوں نے بھی دی۔ قیصرِ روم کے دربار میں ابوسفیان سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں جو سوالات کیے گئے تھے، ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم وعدہ پورا کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں ابوسفیان نے کہا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔

ہجرت مدینہ کے بعد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ میں امن کی خاطر یہودیوں اور دیگر قبائل سے ایک معاہدہ کیا جو تاریخ میں ''میثاقِ مدینہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں نے اس معاہدے کی پوری پوری پابندی کی، لیکن یہودیوں نے اس کو توڑ ڈالا اور بالآخر رسوا ہوئے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم وعدے کی اس حد تک پابندی کرتے تھے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے جنگ بدر میں حاضر ہونے سے کسی بات نے نہیں روکا سوائے اس کے کہ میں اور میرا باپ حُسیلؓ باہر نکلے ہوئے تھے کہ ہمیں قریش مکہ نے گرفتار کر لیا تو انھوں نے ہم سے یہ وعدہ لیا کہ ہم مدینہ منورہ واپس جا کر آپؐ کے ساتھ مل کر جنگ نہ کریں گے پھر ہم رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم دونوں واپس چلے جاؤ، ہم ان کے معاہدہ کو پورا کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف مدد مانگیں گے۔

اسی طرح 6 ہجری میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کفار مکہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جو صُلحِ حدیبیہ کہلاتا ہے۔ صُلحِ حدیبیہ کے موقع پر حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ زنجیروں میں جکڑے زخمی حالت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوئے اور پناہ چاہی۔ صلح کی شرائط میں ایک شرط یہ تھی کہ مکہ سے کوئی شخص مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آئے گا، تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عہد کی پاسداری میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے واپس کر دیا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نہ خود اس معاہدے کی خلاف ورزی کی اور نہ ہی مسلمانوں کو کرنے دی۔ ہمیشہ کفار مکہ ہی صلح نامہ حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے رہے اور اس معاہدے کو توڑنے کا اعلان بھی انہی کی طرف سے ہوا۔

وعدہ پورا کرنے سے انفرادی اور اجتماعی دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ معاشرے میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔ لوگوں کا ایک دوسرے پر اعتماد بڑھتا ہے۔ معاشرے میں بھروسے اور ایمانداری کی فضا قائم ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہمیشہ وعدے کی پابندی کریں۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف۔ وعدے کی پابندی کا مفہوم بیان کریں۔

ب۔ سب سے بڑھ کر کون وعدے کو پورا کرنے والا ہے؟

ج۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کون سے دو معاہدے کیے؟

د۔ قیصرِ روم کے دربار میں ابوسفیان نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق کیا کہا؟

ہ۔ وعدہ پورا کرنے سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

2 درست جواب پر "✔" کا نشان لگائیں۔

ا۔ قیصرِ روم نے اپنے دربار میں کس سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ایفائے عہد کے بارے میں پوچھا؟

ا۔ ابوجہل ب۔ ابوسفیان ج۔ ابولہب د۔ عتبہ

ب۔ صلح حدیبیہ کن کے درمیان ہوئی؟

ا۔ یہودیوں اور عیسائیوں ب۔ عیسائیوں اور مسلمانوں

ج۔ یہودیوں اور مسلمانوں د۔ مسلمانوں اور کفار

ج۔ کس کے دین کا اعتبار نہیں ہے؟

ا۔ جو وعدے کی پابندی نہیں کرتا ب۔ کھانے کی پابندی نہیں کرتا

ج۔ پڑھنے کی پابندی نہیں کرتا د۔ لکھنے کی پابندی نہیں کرتا

د۔ معاہدہ صلح حدیبیہ کس سن ہجری میں ہوا؟

ا۔ 5 ہجری ب۔ 6 ہجری ج۔ 7 ہجری د۔ 8 ہجری

3 خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر.................. پورا کرنے والا ہے۔

ب۔ تم میرا وعدہ پورا کرو میں تمہارا.................. پورا کروں گا۔

ج۔ جو شخص عہد کی پابندی نہیں کرتا اس کے.................. کا کوئی اعتبار نہیں۔

د۔ ابوسفیان نے کہا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی.................. نہیں کی۔

4 کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم ب	کالم الف
کے ساتھ ایک معاہدہ کیا	ا۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے
احکام کی تعمیل کرنے کا عہد کرتے ہیں	ب۔ 6 ہجری میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کفارِ مکہ
کبھی وعدہ خلافی نہیں کی	ج۔ وعدہ پورا کرنے سے انفرادی
ایک معاہدہ کیا جو تاریخ میں میثاقِ مدینہ کے نام سے مشہور ہے	د۔ ابوسفیان نے کہا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے
اور اجتماعی دونوں فوائد حاصل ہوتے ہیں	ہ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے امن کی خاطر یہودیوں اور دیگر قبائل سے

سرگرمی برائے طلبہ

- وعدے کی پابندی کے متعلق ایک تقریری مقابلہ کا اہتمام کمرۂ جماعت میں کریں۔

ہدایات برائے اساتذۂ کرام

- سبق کو طلبہ کی ذہنی استعداد کے مطابق عملی زندگی سے مزید مثالیں دے کر پڑھائیں تاکہ وعدے کی پابندی کی اہمیت مزید اُجاگر ہو جائے۔

2 عفوودرگزر اور بُردباری

عفوودرگزر

عفوودرگزر کا مطلب ہے معاف کرنا، بدلہ نہ لینا۔ اسلامی شریعت میں کسی کی زیادتی اور برائی کا بدلہ نہ لینا اور معاف کر دینا عفوودرگزر کہلاتا ہے۔ عفوودرگزر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا (سورۃ النساء، 4:43)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے۔ اگر کوئی شخص گناہ کر بیٹھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ اسی حوالے سے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

''اگر کوئی شخص تمام روئے زمین کو اپنے گناہوں سے بھر کر بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے۔''

بندوں کی غلطیوں کو معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ صفت اپنے بندوں میں بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ دوسروں کے قصور معاف کر دیا کریں۔ اسی میں انسان کی عظمت ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو پچھاڑ دے بلکہ وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ! میں اپنے غلام کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: ہر روز ستر بار۔

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم عفوودرگزر کا پیکر تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی عفوودرگزر کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ اہل مکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جانی دشمن تھے۔ ان کے ظلم وستم کی وجہ سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔ انھوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے قتل کی سازشیں بھی کیں مگر جب مکہ فتح ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کسی سے بدلہ نہ لیا بلکہ آپؐ نے سب کو معاف کر دیا۔

ابوسفیان جو مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں پیش پیش تھا۔ فتحِ مکہ کے موقع پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نہ

صرف اسے معاف کر دیا بلکہ یہ بھی اعلان کر دیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے گا، اسے بھی امان دی جائے گی۔

وحشی نامی غلام نے غزوہ اُحد میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے عفوودرگزر کی عظیم مثال قائم کرتے ہوئے وحشی کو بھی معاف کر دیا۔ وحشی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے عفوودرگزر سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

ایک مرتبہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم درخت کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا کر نیچے سو رہے تھے۔ ایک کافر آیا اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی تلوار پکڑی اور بولا، بتاؤ تمھیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نہایت اطمینان سے فرمایا: میرا اللہ۔ یہ سن کر کافر خوف سے کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تلوار اٹھا کر پوچھا۔ اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ وہ بڑا پریشان ہوا، مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے عفوودرگزر سے کام لیتے ہوئے اسے معاف فرما دیا۔

ان واقعات سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ہم بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک طریقے پر چلتے ہوئے دوسرے لوگوں کو معاف کر دیں، اس سے ہمیں دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں ہمیشہ کی کامیابی ملے گی۔

بُردباری

بُردباری فارسی زبان کا لفظ ہے۔ کسی کی نادانی، جہالت اور ناگوار باتوں کو حوصلہ مندی سے برداشت کرنا ''بُردباری'' کہلاتا ہے۔ بردباری متقین کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(متقین) غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں۔ (سورۃ آلِ عمران، 3:134)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نہایت نرم مزاج اور بُردبار تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اہلِ مکہ کی ہٹ دھرمی کے باعث طائف تشریف لے گئے اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کی تعلیم دینا چاہی۔ انھوں نے بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو تکلیف دینے کے لیے آوارہ لڑکوں کو پیچھے لگا دیا، جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر پتھر پھینکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم لہولہان ہو گئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جوتے مبارک خون سے بھر گئے۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کی کہ اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم حکم دیں تو طائف کی بستی کو برباد کر دیں، مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بردباری اور عفوودرگزر سے کام لیتے ہوئے فرمایا: نہیں، ہو سکتا ہے کہ ان کی نسل سے اہلِ ایمان پیدا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے ذاتی معاملے میں کسی سے انتقام لیا ہو، لیکن جب لوگ حقوق اللہ پامال کرتے، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم انتہائی غضب ناک ہو جاتے۔ایک شخص نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے نصیحت کرنے کی درخواست کی، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا غصہ نہ کیا کر۔ یہ الفاظ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار دہرائے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ہمیشہ غیر مسلموں کے معاملے میں بردباری سے کام لیا، یہی طریقہ ہمارے دیگر اسلاف کا بھی رہا ہے۔ ہمیں بھی زندگی کے ہر معاملے میں عفوو درگزر اور بُردباری سے کام لینا چاہیے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ عفوودرگزر کے حوالے سے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی کوئی حدیث تحریر کریں۔

ب۔ عفوودرگزر کے بارے میں اُسوۂ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم بیان کریں۔

ج۔ بُردباری کا مفہوم بیان کریں۔

د۔ بُردباری کے حوالے سے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی سے چند مثالیں دیں۔

ہ۔ کیا ہمیں زندگی کے ہر معاملے میں عفوودرگزر اور بردباری سے کام لینا چاہیے؟

2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ عفوودرگزر کا کیا مطلب ہے؟

ا۔ معاف کرنا　　ب۔ بدلہ لینا

ج۔ برداشت کرنا　　د۔ رحم کرنا

ب۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق غلام کا قصور ایک دن میں کتنی مرتبہ معاف کرنا چاہیے؟

ا۔ 40بار ب۔ 50بار

ج۔ 60بار د۔ 70بار

ج۔ بردباری کس زبان کا لفظ ہے؟

ا۔ عربی ب۔ فارسی

ج۔ پنجابی د۔ سندھی

د۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے پہلوان کسے قرار دیا ہے؟

ا۔ جو دوسروں کو پچھاڑ دے ب۔ جو اونچی آواز میں بولے

ج۔ جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے د۔ جو دوسروں پر ظلم کرے

ہ۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جوتے مبارک کس موقع پر خون سے بھر گئے؟

ا۔ سفرِ طائف ب۔ غزوۂ اُحد

ج۔ غزوۂ حنین د۔ فتح مکہ

و۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس غزوہ میں شہید ہوئے؟

ا۔ غزوۂ بدر ب۔ غزوۂ اُحد

ج۔ غزوۂ خندق د۔ غزوۂ موتہ

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ عفوو درگزر.................. کی صفت ہے۔

ب۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا.................. والا ہے۔

ج۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم عفوودرگزر کا.................. تھے۔

د۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کسی سے.................. نہ لیا۔

ہ۔ اہل مکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے جانی.................. تھے۔

4 کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی زندگی عفو و درگزر کا	بردباری کہلاتا ہے۔
ب۔ وحشی نے غزوۂ اُحد میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کے پیارے چچا	دنیا اور آخرت میں کامیابی کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔
ج۔ کسی کی ناگوار باتوں کو حوصلہ مندی سے برداشت کرنا	بردباری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
د۔ بردباری سے کام لینے والوں کو	اعلیٰ نمونہ تھی۔
ہ۔ ہمیں بھی رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرامؓ کی طرح	حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- عفو و درگزر اور بردباری کے موضوع پر اپنے اُستادِ محترم کی زیرِ نگرانی کوئی خاکہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سے عفو و درگزر کے مزید واقعات سنائیں۔
- بردباری کے عنوان پر تقریری مقابلہ کا اہتمام کریں۔

3 رواداری

رواداری سے مراد کسی کی ایسی بات کو برداشت کرنا ہے، جو ہمارے مزاج کے خلاف ہو مثلاً اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب رکھنے والے کی بات سننا اور اُسے اپنے عقیدے پر قائم رہنے کا حق دینا رواداری کہلاتا ہے۔ کسی دوسرے عقیدے والے سے اپنی بات طاقت کے ذریعے منوانا رواداری کے خلاف ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ لوگوں کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا جائے۔ قرآن مجید کا واضح حکم ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ چاہے وہ ایمان لا کر مومن بن جائے اور چاہے تو کفر کی راہ اختیار کر کے منکر بن جائے۔

رواداری، سیرتِ طیبہ اور اسوہ صحابہؓ کی روشنی میں:

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ رواداری کا معاملہ کیا۔ نجران سے عیسائی علماء اور راہنماؤں کا ایک وفد حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ عیسائی علماء اور راہنماؤں کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا گیا اور ان کی مہمان نوازی کی گئی۔ ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی گئی۔ انھوں نے اسلام قبول نہ کیا، لیکن اس کے باوجود آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں مسجدِ نبوی میں ان کے اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی۔

خلفائے راشدین کے دور میں سپہ سالاروں کو تاکید کی جاتی تھی کہ وہ دوسرے مذاہب کے علماء پر کسی قسم کی سختی نہ کریں، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر مسلم رعایا کے جان، مال اور مذہب کے حقوق کو محفوظ بنایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں بیت المقدس کے عیسائیوں کو واضح طور پر بتایا گیا کہ ان کی عبادت گاہوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا اور مذہب کے معاملے میں ان پر جبر نہیں کیا جائے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غیر مسلم بوڑھے کو بھیک مانگتے ہوئے دیکھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: تم بھیک کیوں مانگ رہے ہو؟ اس نے کہا: مجھ پر اتنا جزیہ لگا دیا گیا ہے کہ میں ادا نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر گئے اور نقد رقم لا کر دی۔ بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کیا اور کہا: یہ انصاف نہیں ہے کہ جن لوگوں کی جوانی کی کمائی سے ہم نے فائدہ اٹھایا، بڑھاپے میں ان کی پروا نہ کی جائے۔

برِ صغیر پر مسلمانوں نے قریباً ایک ہزار سال بڑی شان و شوکت سے حکومت کی، لیکن کسی بھی ہندو کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ اگر وہ ایسا کرنا چاہتے، تو برِ صغیر میں ہندوؤں کا نام و نشان تک نہ ملتا لیکن مسلمانوں نے کمال رواداری کا مظاہرہ

کرتے ہوئے ہندوؤں کو بڑے بڑے عہدے عطا کیے۔

رواداری کی حدود اور فوائد:

رواداری کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ کسی دوسرے مذہب کے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ہم اسلام کے کسی حکم پر عمل نہ کریں یا اسلامی تعلیمات میں تبدیلی لائیں۔ جس طرح دوسروں کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے کا حق دیا گیا ہے، اسی طرح مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں دوسروں کی خاطر کمی بیشی نہ کریں۔ اسی طرح کسی غیر مسلم کو یہ حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ مسلمانوں کے دین میں کسی طرح کی مداخلت کرے۔

پاکستان میں مذاہب اور مسالک میں رواداری کی معاشرتی اہمیت سے انکار نہیں ہے۔ پاکستان میں رہنے والے مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے مسالک کا احترام کریں، تاکہ پاکستان سے نفرتوں اور دشمنیوں کو ختم کیا جاسکے۔ رواداری سے ملک میں امن وامان، باہمی محبت، بھائی چارہ، ترقی اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔ ایسا معاشرہ باوقار اور ترقی یافتہ قوموں میں شمار ہوتا ہے۔

مشق

1. مختصر جواب دیں۔

ا۔ رواداری کا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

ب۔ رواداری کے متعلق قرآن حکیم کا کیا حکم ہے؟

ج۔ نجران کے وفد کے ساتھ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کیسا سلوک کیا؟

د۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر مسلموں کے ساتھ کس طرح رواداری کا مظاہرہ کیا؟

ہ۔ رواداری کے فوائد تحریر کریں۔

2. درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ کسی کی ایسی بات کو برداشت کرنا جو ہمارے مزاج کے خلاف ہو، کہلاتا ہے۔

ا۔ رواداری ب۔ محبت ج۔ عدل د۔ رحم دلی

ب۔ ہر قسم کی طاقت اور قوت کا مالک کون ہے؟

ا۔ فرشتے ب۔ انسان ج۔ جنات د۔ اللہ تعالیٰ

ج۔ عیسائی علماء اور راہنماؤں کا جو وفد نبی کریمؐ کے پاس آیا اس کا تعلق تھا۔

ا۔ عراق سے　　ب۔ ایران سے　　ج۔ نجران سے　　د۔ تہران سے

د۔ برصغیر میں مسلمانوں نے قریباً کتنے سال حکمرانی کی؟

ا۔ قریباً ایک ہزار سال　　ب۔ قریباً دو ہزار سال

ج۔ قریباً تین ہزار سال　　د۔ قریباً چار ہزار سال

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ دین کے معاملے میں کوئی............ نہیں۔

ب۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیشہ............ کے ساتھ رواداری کا معاملہ کیا۔

ج۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے نجران کے عیسائی علماء اور راہنماؤں کو مسجد............ میں عبادت کرنے کی اجازت دی۔

د۔ برصغیر پر مسلمانوں نے قریباً .... سال بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔

4 درست جملے کے سامنے "✔" اور غلط کے سامنے "✖" کا نشان لگائیں۔

ا۔ کسی دوسرے عقیدے والے سے اپنی بات طاقت کے ذریعے منوانا رواداری ہے۔

ب۔ اسلام قبول کرنے کے لیے دوسروں پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے۔

ج۔ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں

د۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں دوسروں کی خاطر کمی بیشی نہ کریں۔

ہ۔ اسلام غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی اجازت دیتا ہے۔

درست	غلط

سرگرمی برائے طلبہ:

- طلبہ رواداری کے موضوع پر کمرۂ جماعت میں ایک خاکہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کے مابین رواداری کے موضوع پر ایک تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

4 رحم دلی

رحم دلی کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے نرمی اور محبت سے پیش آنا۔ اللہ تعالیٰ خود بھی اپنی مخلوق پر رحم کرتا ہے اور اپنے بندوں سے بھی یہی تقاضا کرتا ہے کہ وہ رحم دلی اختیار کریں۔ رحم دل انسان کی دنیا میں بھی عزت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اسے مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم رحم دلی کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر بہت رحم فرماتے اور کسی کے ساتھ سختی نہ فرماتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اپنی ذات کی خاطر کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص بہترین ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔ اگر انسان دوسروں کے ساتھ رحم دلی سے پیش آتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائے گا۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

اِرْحَمْ مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکَ مَنْ فِی السَّمَآءِ

ترجمہ: تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

رحم دلی اور اُسوۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء، 107:21)

ترجمہ: اور (اے حبیب مکرمؐ) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت (بنا کر) بھیجا ہے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دشمنوں کو ہمیشہ معاف کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بچوں اور جانوروں سے بھی رحم کرنے کی تاکید فرمائی۔ جب کوئی نیا پھل آتا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سب سے پہلے مجلس میں موجود بچوں کو دیتے۔ بچوں کو اپنی سواری پر بٹھا لیتے، اُن سے پیار کرتے۔ اس طرح ایک دفعہ ایک صحابیؓ نے چڑیا کے بچے اٹھا لیے۔ چڑیا پریشانی کے عالم میں اُن کے سر پر چکر کاٹنے لگی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو چڑیا کی پریشانی کا علم ہوا، تو فوراً اس صحابیؓ کو ہدایت کی کہ چڑیا کے بچے اس کے گھونسلے میں واپس رکھ دیں۔

صحابہ کرامؓ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے تربیت یافتہ تھے۔ آپس میں نہایت رحم دل، شفیق اور مہربان تھے۔ ہمیشہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے۔ مالی طور پر مضبوط صحابہ کرامؓ غریب صحابہ کرامؓ کی اپنے مال سے مدد کرتے تھے۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت مہاجرین مالی طور پر کمزور حالت میں مدینہ منورہ آئے تھے۔ انصار صحابہ کرامؓ نے اپنے مہاجر بھائیوں کی بے حد مدد کی۔ اسی طرح غزوات سے واپسی پر مال دار صحابہ کرامؓ اپنے حصے کا مالِ غنیمت غریب اور کمزور صحابہ کرامؓ کو دے دیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نیکی اور رحم دلی اپنانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے۔

رحم دلی کے فوائد:

1. رحم دلی سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی قربت حاصل ہوتی ہے۔
2. آپس میں محبت بڑھتی ہے۔
3. معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔
4. معاشرہ خوشحال ہوتا ہے۔
5. رحم دلی آخرت میں نجات کا باعث بنتی ہے۔

رحم دلی اپنانے سے ہمارے وطنِ عزیز میں امن، سکون اور اطمینان جیسی نعمت میسر آسکتی ہے۔ اس لیے ہم ہمیشہ اپنے دل کو دوسروں کے لیے کھلا رکھیں، تاکہ وہ معاشرہ تشکیل پائے، جس کی چاہت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کی۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ رحم دلی کا مفہوم کیا ہے؟

ب۔ رحم دلی کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی رحم دلی کی ایک مثال دیں۔

د۔ رحم دلی کے تین فوائد تحریر کریں۔

2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے نرمی اور محبت سے پیش آنا کیا ہے؟

ا۔ بردباری　　ب۔ عفوودرگزر　　ج۔ رحم دلی　　د۔ رواداری

ب۔ رحم دلی سے معاشرے میں .... قائم ہوتا ہے۔

ا۔ وقار ب۔ امن ج۔ انتشار د۔ فساد

ج۔ جب کوئی نیا پھل آتا تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کس کو سب سے پہلے دیتے؟

ا۔ بچوں کو ب۔ نوجوانوں کو ج۔ جوانوں کو د۔ بوڑھوں کو

د۔ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے کیا بنا کر بھیجا ہے؟

ا۔ بردبار ب۔ روادار ج۔ رحمت د۔ شفیق

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ خود بھی اپنی مخلوق پر .... کرتا ہے۔

ب۔ تم زمین والوں پر رحم کرو .... والا تم پر رحم کرے گا۔

ج۔ اور ہم نے آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کو تمام جہانوں کے لیے .... بنا کر بھیجا ہے۔

د۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی ذات پر .... کو ترجیح دیتے تھے۔

4 کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ صحابہ کرامؓ آپس میں	ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔
ب۔ ہمارے پیارے رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رحم دلی کا	رحم دل، شفیق اور مہربان تھے۔
ج۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنی ذات کی خاطر	اپنی سواری پر بٹھاتے۔
د۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بچوں کو	کبھی کسی سے بدلہ نہ لیا۔
ہ۔ مالی طور پر مضبوط صحابہ کرامؓ غریب صحابہ کرامؓ کی	اپنے مال سے مدد کرتے تھے۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- رحم دلی کے متعلق کوئی نصیحت آموز خاکہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- طلبہ کو رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی رحم دلی کے مزید واقعات بتائیں۔
- طلبہ کے مابین رحم دلی کے عنوان پر تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔

5 کفایت شعاری

اپنا مال ضرورت کے مطابق خرچ کرنا اور حد سے آگے نہ بڑھنا کفایت شعاری کہلاتا ہے۔ کفایت شعاری کو اپنا کر انسان اپنی زندگی پرسکون اور خوشحال بنا سکتا ہے۔ اس کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہیں آتی۔

کفایت شعاری قرآن وسنت کی روشنی میں:

اسلام نے انسان کو میانہ روی اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ وہ انسان تنگ دست نہیں ہوتا، جس نے میانہ روی اختیار کی۔ ایک اور جگہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے میانہ روی کی اہمیت یوں بیان فرمائی:

خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا۔

ترجمہ: بہترین کام وہی ہیں جن کی بنیاد میانہ روی پر ہے۔

بخل کا مطلب یہ ہے کہ مال خرچ کرنے میں اتنی کنجوسی کی جائے، کہ جائز ضرورتیں بھی پوری نہ ہو سکیں۔ بخل اللہ تعالی کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے: سخی اللہ کا دوست ہے اگرچہ وہ گناہ گار ہو اور بخیل اللہ کا دشمن ہے اگرچہ وہ عبادت گزار ہو۔

بخل کے مقابلے میں اسراف اور فضول خرچی ہے، جس کا معنی ہے غیر ضروری طور پر مال کو خرچ کرنا۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف، 31:7)

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نہ اُڑاؤ کہ خدا بے جا اُڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

زندگی کی جائز ضرورتوں کے لیے اس حد تک خرچ کرنا تو جائز ہے جس سے وہ پوری ہو جائیں۔ ضرورت سے بڑھ کر خرچ کرنا اسلام میں منع ہے۔ فضول خرچ انسان مالی تنگی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی اس عادت کی وجہ سے مقروض ہو جاتا ہے۔ وہ ناجائز طریقے سے روزی کما کر اپنی فضول ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اور بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے فضول خرچ کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

اسلام نے فضول خرچی اور بخل کی درمیانی راہ یعنی کفایت شعاری اختیار کرنے کی تاکید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو حکم دیا ہے:

ترجمہ: اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بالکل بندھا ہوا یعنی بہت تنگ کر لو (کہ کسی کو کچھ نہ دو) اور نہ بالکل کھول دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ (بنی اسرائیل، 29:17)

کفایت شعاری کے فوائد:

1. کفایت شعاری اپنانے سے انسان بہتر زندگی گزار سکتا ہے۔
2. کفایت شعاری اپنانے سے دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے کی نوبت نہیں آتی۔
3. کفایت شعاری معاشی تنگی سے نکال کر خوش حالی کی طرف لے جاتی ہے۔
4. کفایت شعاری اپنانے سے انسان بہت سے گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ رزق حرام کے بجائے حلال روزی کی تلاش کرتا ہے۔
5. کفایت شعاری کی بدولت انسان کو دلی سکون ملتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم کفایت شعاری اختیار کریں۔ کنجوسی اور فضول خرچی سے پرہیز کریں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیاب اور پسندیدہ زندگی گزار سکیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر سکیں۔

مشق

1. مختصر جواب دیں۔

ا۔ کفایت شعاری کے مفہوم کی وضاحت کریں۔

ب۔ بخل کیا ہے؟ اس کی وضاحت کریں۔

ج۔ اسراف سے کیا مراد ہے؟

د۔ کفایت شعاری کے تین فوائد تحریر کریں۔

2 درست جواب پر "✔" کا نشان لگائیں۔

ا۔ مال کو ضرورت کے مطابق خرچ کرنا کیا کہلاتا ہے؟

ا۔ فضول خرچی ب۔ ایمانداری ج۔ کفایت شعاری د۔ بخیلی

ب۔ کون سا انسان تنگ دست نہیں ہوتا؟

ا۔ کنجوسی کرنے والا ب۔ فضول خرچی کرنے والا

ج۔ میانہ روی اختیار کرنے والا د۔ عیاشی کرنے والا

ج۔ اللہ تعالیٰ نے کس کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے؟

ا۔ جھوٹے کو ب۔ بدکار کو ج۔ فضول خرچ کو د۔ بدعہد کو

د۔ فضول خرچ انسان آخر کار کس میں مبتلا ہو جاتا ہے؟

ا۔ خوش حالی میں ب۔ مالی تنگی میں ج۔ مالی فراخی میں د۔ ذہنی دباؤ میں

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ وہ انسان .... نہیں ہوتا جس نے میانہ روی اختیار کی۔

ب۔ بخیل اللہ کا دشمن ہے اگرچہ وہ .... ہو۔

ج۔ بہترین کام وہی ہیں جن کی بنیاد .... پر ہے۔

د۔ فضول خرچ اپنی اس عادت کی وجہ سے .... ہو جاتا ہے۔

ہ۔ کفایت شعاری کی بدولت انسان کو .... ملتا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ

- طلبہ کفایت شعاری کے موضوع پر اپنے استاد محترم کے سامنے مکالمہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کے سامنے کفایت شعاری کا مفہوم اور مثالیں عمدہ انداز میں بتائیں۔

6 اِسلامی اُخوّت

اُخوّت کے معنی بھائی چارہ کے ہیں۔ اُخوّت کا رشتہ تمام مسلمانوں کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ کوئی مسلمان خواہ دُنیا کے کسی گوشے میں آباد ہو، خواہ اس کا تعلق کسی بھی نسل، رنگ، قبیلے اور مسلک سے ہو اور وہ کوئی بھی زبان بولتا ہو وہ دوسرے مسلمانوں سے اُخوّت اور بھائی چارے کا رشتہ رکھتا ہے۔ مسلمانوں کے باہمی بھائی چارے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔ (سورۃ الحجرات، 49: 10)

ترجمہ: مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مومن مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد ہیں۔ تمام مسلمان رشتۂ اُخوّت میں پروئے ہوئے ہیں۔ یہ رشتہ اتنا مضبوط ہے کہ اگر کوئی توڑنا بھی چاہے تو نہیں توڑ سکتا۔

اُخوّت سیرت طیبہ کی روشنی میں:

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت سے قبل اہلِ عرب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی تعلیمات کی بدولت وہ آپس میں بھائی بھائی بن گے۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے، تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے انصار اور مہاجرین میں رشتۂ اخوت قائم کیا۔ انصار نے ایثار اور قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اس بھائی چارے کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تمام مسلمانوں کی مثال ایک انسانی جسم سے دیتے ہوئے فرمایا کہ باہمی شفقت اور مہربانی میں تم اہل ایمان کو ایک جسم کی طرح پاؤ گے، اگر جسم کا ایک عضو دکھنے لگے، تو سارا جسم اس تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کے باہمی رشتے کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مسلمان آپس میں ایک عمارت کی طرح ہیں، جس کا ایک حصہ

دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔ نیز خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے رشتۂ اُخوت کے متعلق فرمایا کہ اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور جان لو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، کسی شخص کے لیے اپنے بھائی کا مال جائز نہیں جب تک وہ اپنی مرضی سے نہ دے، ایک دوسرے سے حسن سلوک کرو۔

اسلام نے رنگ ونسل کے امتیازات کو ختم کر کے دین اسلام کی بنیاد پر سارے انسانوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر کا فرد قرار دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آزاد کردہ غلام حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے آقا اور میرے سردار کہہ کر پکارتے تھے۔

اسلامی اُخوت کی اہمیت:

اُخوت ایک ایسی نعمت ہے، جسے ساری دنیا کی دولت خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا، مگر اسلام کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے نواز رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اور ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ اگر تم سب کچھ خرچ کر دیتے جو زمین میں ہے، تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت پیدا کی۔ بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔

(سورۃ الانفال،63:8)

اُخوت کے رشتہ نے اُمتِ مسلمہ میں اتحاد پیدا کر دیا ہے۔ پوری اُمت مُسلمہ کا ایک کلمہ پڑھنا، باجماعت نماز ادا کرنا، رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور سال میں ایک بار حج کرنا، ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کی واضح مثالیں ہیں۔ قرآن مجید نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ اگر تم میں اتحاد نہیں ہوگا تو تم کمزور پڑ جاؤ گے اور دشمن کے مقابلے میں تمہارے قدم اکھڑ جائیں گے۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی فرمایا: دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

رشتۂ اخوت سے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے دو مسلمانوں کے درمیان لڑائی کی صورت میں فوراً صلح کرانے کا حکم دیا ہے اور دو مسلمانوں کا آپس میں تین دن سے زیادہ

ناراض رہنا ناجائز قرار دیا ہے۔

اُخوّت کے فوائد:

1. اُخوّت اُمتِ مسلمہ میں اتحاد ملی اور اتفاق کی علامت ہے۔
2. اسلامی اُخوّت مسلمانوں کے درمیان ایثار اور قربانی کا جذبہ اجاگر کرتی ہے۔
3. رشتۂ اُخوّت سے ایک دوسرے کی خیر خواہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
4. رشتۂ اُخوّت سے دوسرے مسلمان کی عزت وتکریم ہوتی ہے۔
5. ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے دکھ سکھ میں شریک ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے، جس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اُخوّت کا رشتہ دینِ اسلام کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ دنیا کا ہر مسلمان اخوت کے رشتہ سے منسلک ہے۔ لہٰذا دُنیا کے تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مل جل کر رہیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں۔

مشق

1. مختصر جواب دیں۔

ا۔ اسلامی اُخوّت کا مفہوم بیان کریں۔

ب۔ اُخوّت کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

ج۔ اسلامی اُخوّت کی اہمیت بیان کریں۔

د۔ اُخوّت کے تین فوائد تحریر کریں۔

2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ لفظِ اُخوّت کا کیا معنی ہے؟

ا۔ دوستی　　ب۔ ہمدردی

ج۔ دشمنی　　د۔ بھائی چارہ

ب۔ اسلام سے پہلے لوگ آپس میں کس طرح تھے؟

ا۔ بھائی بھائی　　ب۔ خون کے پیاسے

ج۔ خیر خواہ　　د۔ دوست

ج۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کن کے درمیان اُخوّت کا رشتہ قائم کیا؟

ا۔ عیسائیوں اور منافقوں　　ب۔ مہاجرین اور انصار

ج۔ یہودیوں اور مسلمانوں　　د۔ عیسائیوں اور کافروں

د۔ کون لوگ ایک جسم کی مانند ہیں؟

ا۔ مسلمان　　ب۔ اہلِ عرب

ج۔ اہلِ فارس　　د۔ کفار

ہ۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے کس کو اپنے گھر کا فرد قرار دیا؟

ا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　د۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ مومن آپس میں............ ہیں۔

ب۔ انصار نے ایثار و قربانی کا............ پیش کیا۔

ج۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے .... میں محبت پیدا فرمائی۔

د۔ اُخوّت، اُمّتِ مسلمہ میں اتحادِ ملی اور اتفاق کی............ ہے۔

ہ۔ دو مسلمانوں کا آپس میں............ دن سے زیادہ ناراض رہنا جائز نہیں ہے۔

4 کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ مسلمان	کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔
ب۔ دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا	جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے
ج۔ اسلامی اخوت مسلمانوں کے	کی عزت وتکریم ہوتی ہے۔
د۔ رشتۂ اُخوت سے دوسرے مسلمان	مسلمان کا بھائی ہے۔
ہ۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مسلمان آپس میں ایک عمارت کی طرح ہیں۔	درمیان ایثار اور قربانی کا جذبہ اُجاگر کرتی ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- طلبہ "اُخوت اور بھائی چارے" کے موضوع پر ایک خاکہ پیش کریں۔

ہدایات برائے اساتذۂ کرام:

- طلبہ کو عہدِ صحابہؓ اور تاریخِ اسلام سے اُخوت کی مزید مثالیں پیش کریں۔

7 آدابِ تلاوت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے، جو حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر اللہ تعالیٰ نے قریباً تیس سال کے عرصے میں نازل کی۔ لفظِ قرآن کے معنی ہیں وہ کتاب جو بہت زیادہ پڑھی جائے، چونکہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب کثرت سے پڑھی جاتی ہے، اس لیے اس کا نام قرآن ہے۔ قرآن مجید انسانوں کی ہدایت کا سرچشمہ ہے اور یہ قیامت تک اپنی اصل حالت میں محفوظ رہے گا، کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی تلاوت ہر مسلمان پر ضروری قرار دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

> فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (سورۃ المزمل، 73:20)
>
> ترجمہ: "پس جتنا آسانی سے ہو سکے (اتنا) قرآن پڑھ لیا کرو۔"

احادیثِ نبویہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے۔ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میری اُمت کی سب سے افضل عبادت، تلاوتِ قرآن مجید ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے فرمان کے مطابق قرآن مجید کے ایک حرف کی تلاوت کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس لیے ہمیں روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔

تلاوت کے آداب:

تلاوتِ قرآن مجید کے سلسلے میں یہ بات پیشِ نظر رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے۔ اس لیے اسے عام کتابوں کی طرح نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ اس کے پڑھنے کے کچھ آداب ہیں، جن پر عمل کرنا بہت ضروری ہے:

1. قرآن مجید کو ہاتھ لگانے سے پہلے پاک صاف ہونا ضروری ہے۔
2. قرآن مجید کی تلاوت پاک و صاف جگہ پر بیٹھ کر کی جائے۔
3. قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے پہلے تعوّذ اور تسمیہ پڑھنا ضروری ہے۔
4. قرآن مجید کی تلاوت کے دوران باتیں کرنا مناسب نہیں۔

5 قرآن مجید کی تلاوت، اطمینان اور سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر کرنی چاہیے۔

6 قرآن مجید پڑھتے وقت زیر، زبر اور پیش کی بڑی احتیاط کرنی چاہیے۔

7 تلاوت کے دوران رموزِ اوقاف کا خیال رکھا جائے یعنی کہاں ٹھہرنا ہے اور کہاں نہیں۔

8 قرآن مجید کی تلاوت بلند یا آہستہ آواز میں کی جاسکتی ہے، بلند آواز میں تلاوت کے دوران یہ بات مدنظر رہے کہ کسی کو اس سے تکلیف نہ ہو۔

9 قرآن مجید کو خوبصورت اور اچھی آواز سے پڑھنا چاہیے۔

10 قرآن مجید کی تلاوت توجہ اور باقاعدگی کے ساتھ کی جائے۔

قرآن مجید کی تلاوت کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اس کو ادب و احترام کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور اس کے مطالب پر توجہ دینی چاہیے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ہے کہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب کون سی ہے اور یہ کتنے عرصہ میں نازل ہوئی؟

ب۔ لفظِ قرآن کے کیا معنی ہیں؟

ج۔ سب سے افضل عبادت کون سی ہے؟

د۔ رموزِ اوقاف سے کیا مراد ہے؟

ہ۔ تلاوتِ قرآن مجید کے تین آداب تحریر کریں۔

2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب کونسی ہے؟

ا۔ تورات   ب۔ زبور   ج۔ انجیل   د۔ قرآن مجید

ب۔ قرآن مجید رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّم پر کتنے عرصے میں نازل ہوا؟

ا۔ قریباً 20 سال   ب۔ قریباً 21 سال   ج۔ قریباً 22 سال   د۔ قریباً 23 سال

ج۔ قرآن مجید کے ایک حرف کی تلاوت پر کتنی نیکیاں ملتی ہیں؟

ا۔ پانچ ب۔ دس ج۔ پندرہ د۔ بیس

د۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ کس نے لیا ہے؟

ا۔ انسان نے ب۔ فرشتے نے ج۔ جنات نے د۔ اللہ تعالیٰ نے

ہ۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا میری اُمت کی سب سے افضل عبادت ہے۔

ا۔ نماز پڑھنا ب۔ تلاوت قرآن ج۔ تسبیح و تہلیل د۔ حج کرنا

3: خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ.................. نے لیا ہے۔

ب۔ لفظ.................. کے معنی ہیں وہ کتاب جو سب سے زیادہ پڑھی جائے۔

ج۔ قرآن مجید کی تلاوت سے پہلے تعوّذ اور.................. پڑھنا ضروری ہے۔

د۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو.................. سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

4: درست جملوں کے سامنے "✔" اور غلط کے سامنے "✘" کا نشان لگائیں۔

		درست	غلط
ا۔	قرآن مجید تمام انسانوں کی ہدایت کا سرچشمہ ہے۔		
ب۔	امت مسلمہ کی سب سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔		
ج۔	قرآن مجید کی تلاوت صرف آہستہ آواز میں کرنی چاہیے۔		
د۔	قرآن مجید کی تلاوت کے وقت زیر، زبر کا خیال رکھنا ضروری نہیں ہے۔		
ہ۔	تلاوت کے دوران باتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔		

سرگرمی برائے طلبہ

- آدابِ تلاوتِ قرآنِ مجید کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے درست تلفظ کے ساتھ کمرۂ جماعت میں اُستادِ محترم کے سامنے تلاوت کریں۔

ہدایات برائے اساتذۂ کرام

- طلبہ کو قرآنِ مجید کی اہمیت سے آگاہ کریں۔
- طلبہ کو تلاوت قرآنِ مجید کی فضیلت کے ساتھ ساتھ اس کے فہم پر بھی زور دیں۔

باب پنجم

ہدایت کے سرچشمے/مشاہیر اسلام

تعارف:

کسی قوم اور اُمت کے برگزیدہ لوگ عام لوگوں کے لیے ہدایت کے سرچشمے اور نمونے ہوتے ہیں اور عوام الناس ان کو اپنے لیے مثال بناتے ہیں۔ اس حوالے سے مشاہیر اُمت کی زندگیوں کا مطالعہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء کرامؑ کو اس دنیا میں بھیجا۔ ان انبیاء کرامؑ میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں، جنھوں نے اپنے سے پہلے انبیاء کرامؑ کی طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام اہل دنیا تک پہنچانے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کی۔

اسی طرح اس باب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور ان کے کارہائے نمایاں کے بارے میں طلبہ کو معلومات دی گئی ہیں نیز اس باب میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور شجاعت کے بارے میں بھی بچوں کو بتایا گیا ہے۔

مشاہیر اسلام کے لازوال کارناموں کو پڑھ کر طلبہ کے افکار، نظریات اور کردار میں ایسی صفات پیدا ہوں گی جن سے ان کی شخصی زندگی میں مثبت تبدیلی آئے گی۔

(الف) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ شروع کیا۔ انبیا کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر آ کر ختم ہو گیا۔ قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ انسانوں کی راہنمائی کے لیے بھیجے گئے۔ ان انبیاء کرامؑ میں سے ایک نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپؑ بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت مریم علیہا السلام تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر باپ کے ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں کلام کر کے ان کی پاکیزگی کی گواہی دی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب اور نبوت عطا کیے جانے کا اعلان کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قریباً تیس سال کی عمر میں دین کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ اس وقت بنی اسرائیل کے لوگ مختلف برائیوں میں مبتلا تھے، حتیٰ کہ اپنی ہی قوم کے پیغمبروں کو قتل بھی کر دیتے تھے۔ جھوٹ، فریب، بغض اور حسد جیسی

برائیوں کو اخلاق سمجھ کر ان پر فخر کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے مذہبی راہنماؤں نے دنیاوی لالچ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات کو بدل ڈالا اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دے دیا۔ ان حالات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو اللہ تعالیٰ سے محبت، مخلوق سے ہمدردی اور خالص توحید کی دعوت دی۔ بنی اسرائیل نے آپ علیہ السلام کی دعوت قبول کرنے کی بجائے مخالفت شروع کر دی۔ آپ علیہ السلام مخالفت کے باوجود دین کی دعوت دیتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر چند لوگ ایمان لائے، جو انتہائی مخلص اور جاں نثار تھے۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کو ''حواری'' کا نام دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے ''دوست''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا کیے تھے۔ آپ علیہ السلام کے پاس پیدائشی اندھوں کو لایا جاتا، تو وہ دیکھنے کے قابل ہو جاتے۔ حتیٰ کہ کوڑھ زدہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفایاب کر دیتے تھے۔ مردہ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔ آپ علیہ السلام مٹی سے پرندہ بناتے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پھونک مارتے تو وہ اڑنے لگتا۔ اس کے علاوہ آپ علیہ السلام دریاؤں اور جھیلوں کو پیدل چل کر عبور کر لیتے تھے۔ لوگوں کو یہ بھی بتا دیتے تھے کہ انہوں نے اس وقت کیا کھایا ہے اور گھر میں کیا کچھ ذخیرہ کیا ہوا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حقیقی دین کی دعوت دینے کے لیے جہاں بھی جاتے تو دکھی انسان ان کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپ علیہ السلام لوگوں کو تندرست بھی کرتے اور اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت بھی دیتے۔ اس طرح آپ علیہ السلام کی دعوت بڑی تیزی سے پھیلنے لگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف چند سال ہی دین کی تبلیغ کا موقع ملا۔ آپ شہر شہر، گاؤں گاؤں جا کر دعوتِ دین دیتے تھے۔ یہودی علما نے آپ علیہ السلام کی بھرپور مخالفت کی۔ جب آپ علیہ السلام کی دعوت تیزی سے پھیلی تو یہودی علما حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقبولیت سے گھبرا گئے۔ انہیں اپنی مذہبی اجارہ داری ختم ہوتی ہوئی نظر آنے لگی تو انہوں نے رومی گورنر کی عدالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دین اور ریاست کے خلاف بغاوت کا الزام عائد کیا۔ رومی گورنر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فیصلہ کرنے سے پہلے یہودی علما سے رائے طلب کی۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کو سولی چڑھانے کی سفارش کی۔ ان تمام حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو ایک مکان میں جمع کیا اور صورت حال اُن کے سامنے پیش کی۔ سب نے جاں نثاری اور وفاداری کا وعدہ کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری نے غداری کی اور انہیں مُخبری کر کے گرفتار کروا دیا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھا کر پھانسی دینا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔

قیامت کے قریب، جب دنیا جہالت اور کفر سے بھر جائے گی، تو اللہ تعالیٰ دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے اُمتی کی حیثیت سے دُنیا میں بھیجیں گے جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کفر کا خاتمہ کریں گے۔

اس سبق سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ انسانوں کی خدمت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر مشکلات سے نہیں گھبرانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے اور جو لوگ اللہ کی خاطر سختیاں برداشت کرتے ہیں۔ اُخروی کامیابی ان کا مقدر ہوتی ہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

ا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا کیا نام ہے؟

ب۔ لفظ ''حواری'' کا کیا مطلب ہے؟

ج۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کون کون سے معجزات عطا کیے؟

د۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیوں مخالفت کی؟

ہ۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے؟

2 درست جواب پر ''✓'' کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کن کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے؟

ا۔ اہلِ عرب　ب۔ اہلِ روم　ج۔ اہلِ فارس　د۔ بنی اسرائیل

ب۔ کس نبی نے ماں کی گود میں کلام کیا؟

ا۔ حضرت آدم علیہ السلام　ب۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

ج۔ حضرت یوسف علیہ السلام　د۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ج۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کتنے سال کی عمر میں دین کی تبلیغ کا آغاز کیا؟

ا۔ قریباً 25 سال　ب۔ قریباً 30 سال　ج۔ قریباً 35 سال　د۔ قریباً 40 سال

د۔ ''حواری'' کا مطلب ہے۔

ا۔ اللہ کا بندہ　ب۔ جاننے والا　ج۔ دوست　د۔ غلام

د۔ اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا۔

الف۔ حضرت ابراہیمؑ کو ب۔ حضرت شعیبؑ کو ج۔ حضرت زکریاؑ کو د۔ حضرت عیسیٰؑ کو

ہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی چڑھانے کی سازش کس نے کی؟

الف۔ یہودی علما نے ب۔ رومی گورنر نے ج۔ رومی بادشاہ نے د۔ حواریوں نے

3 خالی جگہ پر کریں۔

الف۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام.................. تھا۔

ب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف.................. ہی دین کی تبلیغ کا موقع ملا۔

ج۔ بنی اسرائیل کے لوگ اپنی ہی قوم کے پیغمبروں کو.................. کر دیتے تھے۔

د۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے.................. کو زندہ کر دیتے تھے۔

ہ۔ یہودی.................. کی مقبولیت سے گھبرا گئے۔

4 درست جملے کے سامنے "✔" اور غلط کے سامنے "✘" کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
الف۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔		
ب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تیس سال کی عمر میں سولی چڑھا دیا گیا۔		
ج۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقدمہ روم کے بادشاہ کے پاس لے گئے۔		
د۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریاؤں اور جھیلوں کو پیدل چل کر عبور کر لیتے تھے۔		
ہ۔ بنی اسرائیل کے مذہبی راہنماؤں نے دنیاوی لالچ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات کو بدل دیا۔		

سرگرمی برائے طلبہ:

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات اپنی کاپیوں میں لکھیں اور اس موضوع پر مکالمہ کریں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام:

- مخلوق کی خدمت کے موضوع پر طلبہ کے درمیان تقریری مقابلے کا اہتمام کریں۔
- اس سبق کو اس طرح پڑھائیں کہ طلبہ میں تمام انبیاء کرامؑ سے محبت پیدا ہو۔

(ب) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حالاتِ زندگی:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی تھا۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ قریش کی مشہور شاخ بنو اُمیہ سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب پانچویں پُشت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے جاملتا ہے۔ آپ کی نانی اُم حکیم بنت عبدالمطلب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی تھیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جوان ہوئے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ اس میں اپنی امانت اور دیانت سے اتنی ترقی کی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار قریش کے دولت مند لوگوں میں ہونے لگا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستانہ تعلقات تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی دعوت دی، تو انہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے والے چوتھے مسلمان تھے۔ قبولِ اسلام کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت رُقیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسیوں سے باندھ کر مارتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر و استقامت سے ان کے مظالم کو برداشت کیا، آخر کار حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ کچھ عرصہ بعد مکہ مکرمہ واپس آئے اور بعد میں اہل و عیال کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ دو ہجری میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وفات پا گئیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا، جس کی وجہ سے آپؓ ''ذُوالنُّورَین'' کہلائے۔

خدمات:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال و جان سے اسلام کی خدمت کی۔ مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا، جو ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر مالی مدد کی اپیل کی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور ایک ہزار دینار نقد پیش کیے۔ آپؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں مجلسِ شوریٰ کے ممتاز رکن رہے اور اسلامی ریاست کے معاملات میں حصہ لیتے رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نیک اور باحیا انسان تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد محرم 24 ہجری میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے۔ اس وقت آپؓ کی عمر تقریباً 70 سال تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک کارنامہ یہ ہے کہ آپؓ کے دور میں قرآن مجید کی تدوین و اشاعت کا خصوصی اہتمام ہوا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترتیب دیا ہوا قرآن مجید کا نسخہ منگوایا اور اس کی نقلیں تیار کر کے اسلامی سلطنت کے گورنروں کو بھجوا دیں۔ اس کی ایک نقل مدینہ منورہ میں رکھی اور ساری اُمت کو ایک ہی قراءت پر اکٹھا کیا۔ اس کارنامے کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "جامع القرآن" کہتے ہیں۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں اسلامی ریاست کی سرحدیں سپین، چین اور ہندوستان سے جا ملیں۔ شمالی افریقہ میں طرابلس، تیونس، الجزائر اور مراکش کے ممالک فتح ہوئے۔ قبرص کا جزیرہ بھی فتح ہوا۔ غزنی اور کابل کے علاقے بھی فتح ہوئے۔ آپؓ کے عہدِ خلافت میں شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحری بیڑے کی بنیاد رکھی۔

35 ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سازش کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔ شہادت کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ اس وقت آپؓ کی عمر 82 سال تھی۔ آپؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

مشق

1. مختصر جواب دیں۔

ا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ لکھیں۔

ب۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کا واقعہ لکھیں۔

ج۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلامی خدمات بیان کریں۔

د۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں چند جملے تحریر کریں۔

2 درست جواب پر "✔" کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب کون سی پشت میں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم سے جا ملتا ہے؟

ا۔ دوسری ب۔ تیسری ج۔ چوتھی د۔ پانچویں

ب۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں شام کے گورنر کون تھے؟

ا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ب۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ د۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ کس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی دعوت دی؟

ا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ب۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ د۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

د۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کب فوت ہوئیں؟

ا۔ یکم ہجری ب۔ دو ہجری

ج۔ تین ہجری د۔ چار ہجری

ہ۔ قبرص کا جزیرہ کس خلیفۂ راشد کے دور میں فتح ہوا؟

ا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ب۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ د۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و۔ خلیفہ منتخب ہونے کے وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کتنی تھی؟

ا۔ 60 سال ب۔ 65 سال

ج۔ 70 سال د۔ 75 سال

3 خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ .... میں پیدا ہوئے۔

ب۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام .... تھا۔

ج۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے والے.................. مسلمان تھے۔

د۔ مدینہ میں میٹھے پانی کا کنواں.................. کی ملکیت تھا۔

ہ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار.................. کے دولت مند لوگوں میں ہوتا ہے۔

4 کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب
الف۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی مشہور	نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی تھیں۔
ب۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نانی ام حکیم بنت عبد المطلب	دفن کیا گیا۔
ج۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مال و جان سے	اسلام کی خدمت کی۔
د۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے وقت	شاخ بنو اُمیہ سے تھا۔
ہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت البقیع میں	قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔

سرگرمی برائے طلبہ:

- جن علاقوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں فتح کیا گیا۔ ان کا نقشہ تیار کر کے کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ہدایات برائے اساتذۂ کرام:

- طلبہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کی فتوحات تفصیل سے بتائیں۔

(ج) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حالاتِ زندگی:

حضرت خالد بن ولیدؓ کا نام "خالد" اور لقب "سیف اللہ" ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ولید اور والدہ کا نام لبابہ تھا۔ آپؓ کی والدہ اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رشتہ دار تھیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ بنی مخزوم سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے پاس فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان زمانہ جاہلیت میں بھی معزز تھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں اچانک یہ خیال آیا کہ میں جس لڑائی میں بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف جاتا ہوں واپسی پر میرے دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ میرا دل مجھے ملامت کرتا تھا، کہ تیری کوششیں بے فائدہ ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اسلام کی محبت آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ اس میں اضافہ اس وقت ہوا جب رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ الفاظ کہے کہ "تعجب ہے خالد جیسا عقل مند انسان ابھی تک اسلام سے ناآشنا ہے۔" چنانچہ حضرت خالد بن ولید، حضرت عثمان بن طلحہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدینہ منورہ میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس موقع پر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا کہ "مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہمارے حوالے کر دیا ہے"۔

خدمات:

8 ہجری میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگِ موتہ لڑی گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی یہ پہلی لڑائی تھی۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تین ہزار جاں نثاروں کا لشکر تیار کیا اور اس کی قیادت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپی۔ لشکر روانہ کرتے وقت آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو جائیں، تو لشکر کے سپہ سالار حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر لشکر کے امیر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے اور اگر وہ بھی

شہید ہو جائیں تو مسلمان جسے چاہیں اپنا سپہ سالار بنا لیں۔ قیصرِ روم نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ایک لاکھ کا لشکر تیار کیا۔ دونوں فوجوں میں مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کے تینوں سپہ سالار باری باری بہادری کے جوہر دکھاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ان سپہ سالاروں کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان لشکر کے سپہ سالار بنے۔ انہوں نے بڑی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا اس دوران آپؓ کے ہاتھ سے آٹھ تلواریں ٹوٹیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کمال مہارت کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے نکال کر مدینہ منورہ لے آئے۔ اس جنگ میں بہادری کی بنا پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سیف اللہ" کا خطاب دیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے بڑے لشکر کو شکست دی۔ عراق کی عظیم الشان فتح میں بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار نمایاں ہے۔ جنگِ یرموک 13 ہجری میں بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جنگی حکمتِ عملی کی وجہ سے مسلمانوں کو کامیابی ملی۔ جنگِ یرموک کے بعد رومیوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اب ان میں جرأت نہ رہی کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس فتح نے مسلمانوں کے لیے رومی سلطنت کے دروازے کھول دیے۔ مسلمانوں کی فتوحات میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اہم کردار ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی جنگ کے میدانوں میں گزاری، مگر شہادت نصیب نہ ہوئی۔ بسترِ مرگ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "میں جنگ کے میدان میں شہید ہونا چاہتا تھا، لیکن میری قسمت میں یہی لکھ دیا گیا تھا، کہ موت کا استقبال اپنے بستر پر کروں" چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 21 ہجری میں حمص کے قریب ایک گاؤں میں فوت ہوئے۔

اس سبق سے ہمیں صحابہ کرامؓ کی بہادری، شجاعت اور دلیری کا پتا چلتا ہے۔ صحابہ کرامؓ دین اسلام اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی محبت کی خاطر اپنی جان مال ہر چیز قربان کر دیا کرتے تھے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام بتائیں۔

ب۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح اسلام قبول کیا؟

ج۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سیف اللہ" کا خطاب کس طرح ملا؟

د۔ جنگ یرموک میں کس صحابیؓ کی بہادری اور جنگی حکمت عملی سے کامیابی ملی؟

ہ۔ بستر مرگ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے پاس کون سا عہدہ تھا؟

ا۔ مذہبی امور ب۔ سیاسی امور ج۔ فوج کی سپہ سالاری د۔ تجارتی امور

ب۔ 8 ہجری میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ہونے والی جنگ کا کیا نام ہے؟

ا۔ جنگِ احد ب۔ جنگِ خندق ج۔ جنگِ یرموک د۔ جنگِ موتہ

ج۔ قیصر روم نے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے کتنے لاکھ کا لشکر تیار کیا؟

ا۔ ایک لاکھ ب۔ دو لاکھ ج۔ تین لاکھ د۔ چار لاکھ

د۔ اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی لڑائی کون سی تھی؟

ا۔ جنگِ موتہ ب۔ جنگِ یرموک ج۔ غزوہ حنین د۔ جنگِ یمامہ

ہ۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے کب وفات پائی؟

ا۔ 18 ہجری ب۔ 19 ہجری ج۔ 20 ہجری د۔ 21 ہجری

3 خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ اُم المومنین .... کی رشتہ دار تھیں۔

ب۔ میری قسمت میں یہی لکھ دیا گیا تھا کہ .... کا استقبال اپنے بستر پر کروں۔

ج۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تین ہزار .... کا لشکر تیار کیا۔

د۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو .... کا خطاب دیا۔

ہ۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی .... کے میدانوں میں گزار دی۔

4 درست جملے کے سامنے "✓" اور غلط کے سامنے "✗" کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان زمانہ جاہلیت میں معزز تھا۔
ب۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "سیف اللہ" کا خطاب جنگ موتہ میں ملا۔
ج۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ لڑی گئی۔
د۔ جنگ موتہ کے بعد رومی سلطنت کے دروازے کھل گئے۔
ہ۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔

درست	غلط

سرگرمی برائے طلبہ

- طلبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایک جامع پیراگراف تحریر کر کے اپنے اساتذہ کو چیک کروائیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو جہاد کے صحیح مفہوم سے آشنا کریں۔
- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور جنگی حکمت عملی کے موضوع پر طلبہ کے مابین تقریری مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

فرہنگ

القرآن الکریم

الفاظ	معانی
پروردگار	پالنے والا
غضب	غصہ، ناراضی
قولی عبادتیں	زبانی عبادتیں
فعلی عبادتیں	عملی عبادتیں
معبود	جس کی عبادت کی جائے
دوزخ	جہنم، آگ کا گڑھا

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

الفاظ	معانی
کراماً کاتبین	دو معزز لکھنے والے فرشتے
معزز	عزت والے
درج کرنا	لکھنا
سعادت	خوش بختی
فنا ہونا	وجود کا ختم ہو جانا
قبر	وہ جگہ جس میں انسان کو مرنے کے بعد دفن کیا جاتا ہے۔
بے نور ہونا	روشنی کا ختم ہو جانا

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی اہمیت

الفاظ	معانی
اطاعت	تعمیلِ حکم، فرماں برداری
ایندھن	جلانے کی چیز
جہنم	دوزخ۔ (آخرت میں وہ جگہ جہاں تکلیف ہی تکلیف ہے۔)
مشعلِ راہ	راستے کو روشن کرنے والا
نقشِ قدم	قدموں کا نشان، مراد ہے کسی کی پیروی کرنا
اُسوۂ حسنہ	بہترین نمونہ
جنت	باغ (آخرت میں وہ جگہ جہاں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں)
عالَم	حالت
منبر	وہ اونچی جگہ جس پر کھڑے ہو کر امام خطبہ دیتا ہے۔

سنتِ نبوی کی اہمیت

الفاظ	معانی
سُنت	وہ طریقہ جس پر رسول اکرمؐ اور صحابہؓ نے عمل کیا ہو۔
تشریح	وضاحت
ارکان	رُکن کی جمع۔ ستون
مناسک	حج کی ادائیگی کے طریقے

الفاظ	معانی
مبارک	برکت والی
رسول	اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچانے والا
زکوٰۃ	پاک کرنا
اتباع کرنا	پیروی کرنا

جمعہ و عیدین: تعارف اور معاشرتی اہمیت

الفاظ	معانی
اجتماعی	مجموعی طور پر
ہمدردی	دردمندی
خطیب	تقریر کرنے والا، خطبہ دینے والا
عیدین	دو عیدیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ
صاحبِ حیثیت	مال دار
اخوت	بھائی چارہ
ترغیب دینا	رغبت دلانا
عمدہ	بہترین
اذان	فرض نماز کے لیے مخصوص کلمات کے ساتھ بلاوا۔
وعظ کرنا	نصیحت کرنا
معاشرہ	لوگوں کا مل جل کر رہنا
تہوار	خوشی کا دن، مذہبی تقریب کا دن
رنجش	ناراضگی
مصافحہ کرنا	ملاقات کے وقت ہاتھ سے ہاتھ ملانا

روزے کا تعارف اور اہمیت

الفاظ	معانی
صبحِ صادق	نور کا تڑکا، پو پھٹنے کا وقت
عاقل	عقل مند
بالغ	جوان
غم خواری کرنا	ہمدردی کرنا
تنگ دست	مالی طور پر کمزور
مشغول	مصروف
غیر شرعی امور	شریعت کے خلاف کام
ضبطِ نفس	اپنے آپ پر قابو رکھنا
قوتِ برداشت	برداشت کا حوصلہ
غیبت	کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا
اجتناب	بچنا، پرہیز کرنا
اوصاف	وصف کی جمع ہے، خوبی
نادار	غریب، محتاج

مواخات

الفاظ	معانی
احباب	حبیب کی جمع، دوست، ساتھی
ہجرت	ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ کی طرف چلے جانا
غم خوار	ہمدردی کرنے والا
ایثار	ترجیح دینا، دوسروں کے مفاد کے لیے خود نقصان اُٹھانا
استحکام	مضبوطی، پختگی

الفاظ	معانی
انصار	ناصر کی جمع، مددگار
منسلک	پرویا ہوا، نتھی کیا ہوا
صدمہ	غم، تکلیف

مسجد نبوی کی تعمیر

الفاظ	معانی
مامور	متعین کیا گیا۔
منتخب	چنا ہوا
دستِ مبارک	برکت والا ہاتھ
حُجرے	مسجد سے متصل چھوٹے کمرے
عقد	نکاح
طالبانِ علم	علم حاصل کرنے کے طلب گار
مالِ غنیمت	دشمن کا وہ مال جو لڑائی میں ہاتھ آئے۔
باہمی مشاورت	ایک دوسرے سے مشورہ کرنا
میزبانی	مہمان نوازی، مہمان کی خدمت، مہمان کی تواضع
تبلیغ	اللہ کا پیغام دوسروں تک پہنچانا
نصب کرنا	گاڑنا، لگانا
ازواجِ مطہرات	پاک بیویاں، مراد نبی کریم ﷺ کی بیویاں
چبوترہ	مربع یا مستطیل نما اونچی جگہ۔
توسیع	کشادہ کرنا، وسعت، کشادگی

میثاق مدینہ

الفاظ	معانی
قبائل	قبیلہ کی جمع، ایک دادا کی اولاد
فریقین	دو گروہ
منشور	قانون
میثاق	قول و قرار، معاہدہ
حرم	خانہ کعبہ کی چار دیواری جہاں جاندار کا مارنا حرام ہے یعنی پُرامن جگہ۔
باہمی اختلاف	آپس کا جھگڑا
مظلوم	جس پر ظلم ہوا ہو۔
حلیف	ساتھی

غزوہ بدر

الفاظ	معانی
گوارا	برداشت
معرکہ	جنگ
معیشت	کاروبار
موسلا دھار بارش	مسلسل بارش
مجاہدین	جہاد کرنے والے
برتاؤ	سلوک
غیبی مدد	خفیہ امداد
حق	سچ، سچائی، صداقت
باطل	کفر، جھوٹ
جہاد	اللہ کی راہ میں لڑنا
فدیہ	وہ مال جسے دے کر قیدی رہا ہو

غزوۂ احد

الفاظ	معانی
دامن	پہاڑ کا نچلا کنارہ
مقتولین	مقتول کی جمع، قتل ہونے والے
اکسانا	ابھارنا، اشتعال دلانا
متولی	انتظام کرنے والا، منتظم
خاک میں ملنا	ضائع ہونا، برباد ہونا
منافق	وہ شخص جو بظاہر مسلمان مگر دل سے کافر ہو
غداری کرنا	بغاوت کرنا، بدعہدی کرنا
درّہ	دو پہاڑوں کے درمیان خالی جگہ
علم بردار	جنگ میں جھنڈا اٹھانے والا
کام تمام کرنا	مار ڈالنا، ہلاک کر دینا
کھلبلی مچنا	ہل چل ہونا، ہلڑ مچنا
بدحواس ہونا	بے حواس، حیران پریشان ہونا
مالِ غنیمت	دشمن کا وہ مال جو لڑائی میں ہاتھ آئے
جنگجو	لڑنے والا
قیادت	راہ نمائی
رضاعی بھائی	دودھ شریک بھائی، جنھوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہو۔
بے نقاب ہونا	ظاہر ہونا، پردہ ہٹ جانا

غزوۂ خندق

الفاظ	معانی
دفاع	حفاظت
جلاوطن کرنا	ملک سے نکالنا
اکسایا	بھڑکایا، ابھارا، آمادہ کیا
انتشار	بکھرنا، تتر بتر ہونا
خندق	کھائی، گڑھا
زیرنگیں	ماتحت، حکومت میں
سنگلاخ	پتھریلی زمین یا پہاڑی علاقہ
صداقت	سچائی، سچی بات

وعدے کی پابندی

الفاظ	معانی
تعمیل	عمل کرنا
مجلس	محفل
پاسداری	پورا کرنا، حفاظت کرنا
معاہدہ	باہم قول و قرار، عہد نامہ
قیصرِ روم	روم کے شہنشاہ کا لقب
رسوا ہونا	ذلیل و خوار ہونا
حدیبیہ	مکہ معظمہ کے قریب ایک جگہ کا نام

عفوودرگزر اور بردباری

الفاظ	معانی
پچھاڑنا	گرانا
ہٹ دھرمی	بے انصافی
حقوق اللہ	اللہ کے حقوق

الفاظ	معانی
غضب ناک	غصہ میں بھرا ہونا
غلام	زرخرید نوکر
پیکر	چہرہ، شکل وصورت
سازش	کسی کی مخالفت کے لیے باہمی اتفاق
امان	حفاظت، عافیت
اطمینان	دل جمعی، ڈھارس
ہٹ دھرمی	ضد، بدمعاملگی
پامال کرنا	پاؤں تلے روندنا

رواداری

الفاظ	معانی
عقیدہ	دل میں جمایا ہوا یقین، ایمان، اعتقاد
جبر	ظلم وزیادتی
منکر	انکار کیا گیا
تکریم	عزت کرنا
مومن	ایمان لانے والا
رعایا	عوام
وظیفہ	تنخواہ
بین المذاہب	مذاہب کے درمیان
خوش حالی	حالت کا بہتر ہونا
بیت المال	سرکاری خزانہ
مسالک	مسلک کی جمع، راستہ، طریقہ
نجران	مکہ مکرمہ سے یمن کی جانب ایک علاقہ

الفاظ	معانی
کفر	اللہ کو نہ ماننا، بے دینی
سپہ سالار	فوج کا کمانڈر
راہنما	راستہ دکھانے والا، رہبر
عبادت گاہ	عبادت کرنے کی مخصوص جگہ
جزیہ	اسلامی حکومت میں غیر مسلم پر ٹیکس

رحم دلی

الفاظ	معانی
مقبولیت	قبولیت، منظوری
قربت	قریبی، نزدیکی، پاس
نجات	بچ جانا، محفوظ ہونا
غزوات	غزوہ کی جمع، وہ جنگیں جس میں نبی کریمؐ خود شریک ہوئے
مال غنیمت	دشمن کا مال جو لڑائی میں ہاتھ آئے
سبقت لے جانا	آگے بڑھنا

کفایت شعاری

الفاظ	معانی
میانہ روی	درمیانی راستہ
بخیل	کنجوسی کرنے والا
مقروض	جس نے دوسروں کا قرض ادا کرنا ہو۔
ہاتھ پھیلانا	مانگنا، دست سوال دراز کرنا
ملامت	لعن، طعن
ماندہ	خستہ حال

اسلامی اخوت

الفاظ	معانی
گوشہ	کنارہ، طرف
شفقت	مہربانی، رحم، محبت
بعثت	پیغمبر کا بھیجا جانا
امتیازات	امتیاز کی جمع، فرق
خون کا پیاسا	جان کا دشمن
اُلفت	پیار، محبت، دوستی
اخوت	بھائی چارہ
اُمتِ مسلمہ	مسلمان اُمت
حجۃ الوداع	نبی کریم کا آخری حج

آداب تلاوت

الفاظ	معانی
ہدایت	سیدھا راستہ
سرچشمہ	منبع، پانی کے نکلنے کی جگہ
تعوذ	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
تسمیہ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مطالب	مطلب کی جمع، معنی و مفہوم
خلل	رکاوٹ
رموزِ اوقاف	ٹھہرنے کے اشارے

حضرت عیسیٰ علیہ

الفاظ	معانی
بنی اسرائیل	مراد حضرت یعقوبؑ کی اولاد
تبلیغ	پہنچانا
فریب	دھوکا دہی
بغض	دشمنی، کینہ
حسد	کسی کا زوال چاہنا، عداوت
معجزات	خلافِ عادت باتیں
حواری	دوست، مددگار، حضرت عیسیٰؑ کے ساتھی
مخبری	جاسوسی کرنا، خفیہ خبر رسانی
پاکیزگی	عفت و عصمت، بے گناہی
حلال	جائز، درست، شرع کے مطابق
حرام	ناجائز، خلافِ شرع
توحید	اللہ کو ایک ماننا
کوڑھ	ایک موذی مرض
عبور کرنا	پار کرنا
اجارہ داری	مکمل قبضہ
بغاوت	سرکشی، نافرمانی، سرتابی
جاں نثاری	جان کی قربانی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الفاظ	معانی
پشت	کمر، پیٹھ
صبر	برداشت کرنا
استقامت	ثابت قدمی، ڈٹ جانا
مظالم	ظلم کی جمع، زیادتی کرنا
اہل وعیال	اہل خانہ، گھر والے
تدوین واشاعت	جمع کرنا اور پھیلانا
عہدِ خلافت	خلافت کا زمانہ
اہلیہ	بیوی، زوجہ
غنی	دولت مند
ذوالنورین	دو نوروں والا
مجلسِ شوریٰ	مجلسِ مشاورت، وہ مجلس جس سے مشورہ کیا جائے
بحری بیڑا	سمندری جنگی جہاز

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الفاظ	معانی
سیف اللہ	اللہ کی تلوار
بتدریج	آہستہ آہستہ
سپہ سالار	فوج کا سردار
فتوحات	جنگی کامیابیاں
جاں نثار	جان قربان کرنے والا
زمانہ جاہلیت	اسلام سے پہلے کا زمانہ جب لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے
تعجب	حیرانی
ناآشنا	ناواقف
نرغہ	آدمیوں کا گھیرا، ہجوم، بھیڑ
کذاب	جھوٹا
مرگ	موت

مقابلے میں اوّل قرار پانے والی ہماری یہ نصابی کُتب بھی محکمہ تعلیم حکومتِ پنجاب کی طرف سے
سرکاری سکولوں میں تقسیم کی گئی جیکٹوں میں شامل ہیں۔

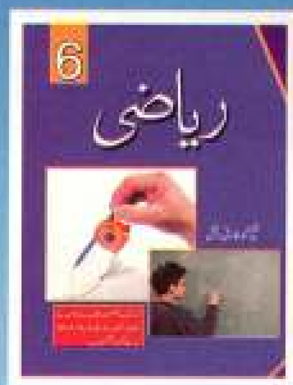

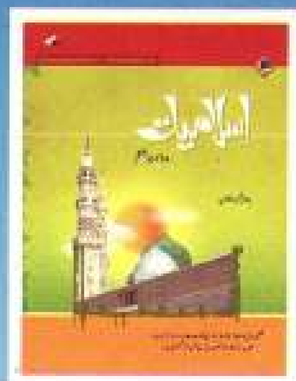

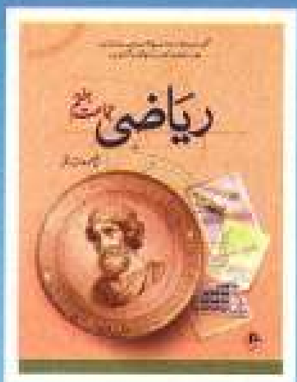

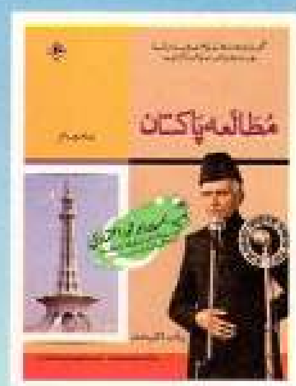

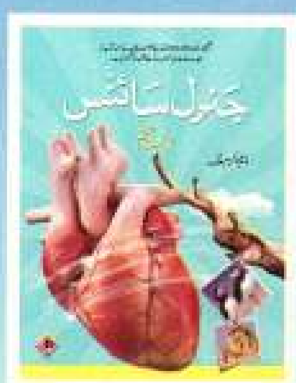

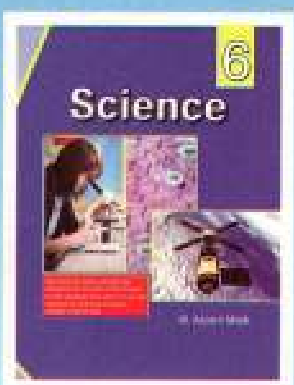

ناشر:
ہمدرد کتب خانہ (رجسٹرڈ) 14- اردو بازار لاہور
ٹیکنیکل اینڈ ایجوکیشنل پبلشرز فون 37312368-37358947 فیکس 37210412
Email: hamdard.kutab@gmail.com, visit us: www.hamdardkutabkhana.com.pk